

بلوچستان صوبائی اسمبلی

دسویں اسمبلی / چھٹا جلاس

مباحثات 2013ء

﴿اجلاس منعقدہ 09/ اکتوبر 2013ء بمقابلہ 03 ذوالحجہ 1434 ہجری بروز بده﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
2	جناب فتح محمد بلیدی کا بطورِ کن اسمبلی حلف اٹھانا۔	2
2	پوائنٹ آف آرڈر رز۔	3
10	رخصت کی درخواستیں۔	4
13	مشترکہ قرارداد نمبر 9 میجانب ڈاکٹر حامد خان اچنئی۔	5
41	باضابطہ شندہ تحریک التوانہ نمبر 7 پر عام بحث۔	6

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا جلاس

مورخہ ۰۹ اکتوبر ۲۰۱۳ء بھرطابق ۳۰ روز الجہ ۴ ۱۴۳۴ ہجری برداز بدھ بوقت سہ پہر ۳:۵۰ بجکر ۵۰ منٹ پر زیر صدارت جناب اسپیکر میر جان محمد خان جمالی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَائِي ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَا عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ
وَالْبَغْيِ حَ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ بِ وَأَوْفُرَا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمُ وَلَا تُنْقُضُوا
الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ بِ

﴿پارہ نمبر ۱۳ سورۃ السحل آیات نمبر ۹۰ اور ۹۱﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو قرض سے مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور نامقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔ اور جب خدا سے عہد کرو تم اُسکو پورا

کرو اور جب قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم خدا کو اپنا ضامن مقرر کر چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا اُسکو جانتا ہے۔ صَدَّقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب اسپیکر: ڈسِمِ اللہ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب فتح محمد بلیدی صاحب! آپ یہاں آ کر اپنی رکنیت اسمبلی کا حلف اٹھائیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)
(اس موقع پر معزز رکن نے حلف اٹھایا۔۔۔ ڈیک بجائے گئے)

میر سرفراز احمد گنجی: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر؟
جناب اسپیکر: جی۔

میر سرفراز احمد گنجی: جناب اسپیکر! بہت اہم مسئلہ ہے۔ اگر ہماری کوئی عزت ہے آپ کو سننا پڑیگا۔ جناب اسپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ تین چار دن پہلے اور اس سے پہلے ہمارے معزز رکن سردار سرفراز ڈوکی کے گھر پر ATF اور security forces نے چھاپہ مار کر چادر اور چارڈیواری کے تقدس کو پامال کیا۔ لہذا میں As a custodian of the House. لیا جائے۔ اور یہ ایک معزز ایوان ہے۔ اگر اس طرح ہمارے گھروں پر چھاپہ مارے جائیں گے تو پھر اس کا فیصلہ آپ کریں گے کہ کیسے ہوگا؟

جناب اسپیکر: جی سردار ڈوکی صاحب، سردار اسلم بن بخش صاحب۔ چلیں بات کر لیں پھر آپکے بعد سردار اسلم بن بخش صاحب۔

میر سرفراز احمد گنجی: جناب! ہم مسلم لیگ (ن) والے تو کم از کم بایکاٹ کریں گے۔ پہلے جustright جناب اسپیکر!
نواب ثناء اللہ زہری صاحب کے ساتھ واقع ہوا۔ ابھی اس معزز رکن کے ساتھ ہوا ہے۔ کل میرے ساتھ ہو گا پرسوں سردار اسلم کے ساتھ ہو گا یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

جناب اسپیکر: جی سردار صاحب۔

سردار محمد اسلم بن بخش: جناب اسپیکر صاحب! جس پوائنٹ آف آرڈر پر گنجی صاحب نے بات کی یقیناً یہ بہت

افسوسناک واقعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سردار ڈوکی صاحب کا شمار بلوچستان کے نامی گرامی سرداروں میں ہوتا ہے۔ اگر اس طرح غلط انتیلی جنس ذرائع کی بنیاد پر لوگوں کے گھروں پر چھاپے مارے گئے اور لوگوں کو بے عزت کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جو ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم لوگ اپنے ساتھیوں کا، اپنے لوگوں کا دفاع نہیں کر سکیں تو عام عوام کا کیا کریں گے۔ ابھی یہاں انہوں نے چھاپے مارے گئے وہ پتا نہیں کہاں ہے۔ چھاپے مارے۔ ایک، دو جگہ دوچار آدمی مرنگی گئے۔ لیکن جس کیلئے چھاپے مارے گئے وہ پتا نہیں کہاں ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اُنکے ساتھ جو کچھ ہوا ہے یہ انتیلی جنس کی failure ہے اس پر باقاعدہ بحث ہونی چاہیے۔ چونکہ آج وزیر اعلیٰ صاحب نہیں ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اسکی باقاعدہ انکوائری کی جائے کہ کیوں ایسا ہوا ہے؟

جناب اسپیکر: جی بالکل۔

سردار محمد اسلم بزنجو: دوسری بات آج ہمارے نوجوان رکن اسمبلی۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ! میں پہلے گزارش کروں گا، اسوقت ٹریشری پیجز میں زیارت وال صاحب ہیں وہ ایک ٹیم بھجیں جو دوستوں کو واپس لے آئے۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: جناب اسپیکر! ہم اُنکے ساتھ ہیں جو ہوا ہے ایک زیادتی ہے۔ ایک رکن کے گھر پر چھاپے مارنا ظاہر ہے ہماری Coalition Government ہے۔ ہم اس احتجاج میں اُنکے ساتھ ہیں اور اُنکو واپس ایوان میں لیکر آئیں گے۔

جناب اسپیکر: میری گزارش ہے کہ کچھ دوست، زیارت وال صاحب مہربانی کر کے۔

جناب عبدالرحمیم زیارت وال (وزیر قانون و پارلیمانی امور و اطلاعات): جناب اسپیکر! as a rule ہمارے اسمبلی کے ممبران یا وزرا اُنکے خلاف اگر کوئی case ہے اور گورنمنٹ کو، ایجنسیوں کو وہاں چھاپے مارنا ہے اُسکی اجازت You are the custodian of the House۔ اب جب آپ سے انہوں نے اجازت نہیں لی ہے اور وہ وہاں گئے ہیں یہ ہمارے قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ تو جناب! آپ کی اجازت کے بغیر اسمبلی کے معزز رکن کے گھر پر چھاپے ATF کا ہو یا پولیس کا، جسکا بھی ہو یہ درست نہیں ہے۔ یہ غلط کام ہوا ہے اور اس حوالے سے دوستوں نے جواباً یکٹ کیا ہے انہیں واپس لانے کیلئے ہم اُن کے پاس جائیں گے اُن سے request کریں گے۔ بنیادی طور پر آپ کو یہ چیز واضح کرنی چاہیے تھی اور اس کا نوٹس لینا چاہیے تھا کہ جب اس طرح کے کام چاہے وہ خفیہ ہوں لیکن کم از کم اسپیکر کے نوٹس میں لانا ضروری

ہے۔ اور اپسیکر کی اجازت کے بغیر مجز رکن جو بھی ہو اسکے خلاف اس قسم کی کارروائی نہیں کیجا سکتی۔

جناب اپسیکر: ابھی اس مخصوص case میں وہ دوست موجود تو نہیں ہیں لیکن وضاحت کر دوں۔ کہ کوئی action لیا جائے۔ بہت سے ارکین اسوقت، جیسے جہانزیب بلوج arrest ہوئے ہیں آپکے ادھر ہی لیاری کے زیر ساخت ہے۔ حکومت وقت اپسیکر کو مطلع کر کے نمائندوں کو arrest کر لیتی ہے کہ جی آپ کامبر attend ہو گیا ہے۔ پھر اپسیکر اجلاس کے دوران ان ممبروں کو منگوا سکتا کہ آکر کے اجلاس arrest کریں۔ اور اسی بہانے وہ وضاحت کرتے ہیں کہ معاملہ کیا تھا یہ ایک کیفیت ہے۔ لیکن اسوقت جو کیفیت ہے ہم نے اپنے MPA's کی عزت رکھنی ہے۔ اور ہم یہ احساس بھی دلانا چاہتے ہیں کہ وہ وقت چلا گیا جب غیر جمہوری قوتیں یہ ملک اور صوبے چلاتی تھیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ پہلے تو جا کر دوستوں کو واپس لے آئیں۔ وہ آجائیں پھر میں اپنی رونگ دیتا ہوں۔ جیسے سردار اسلام بزنجو کی ایک رائے تھی اسکو سامنے رکھ کر رونگ دوں گا۔ نواب صاحب، سردار مصطفیٰ ترین، رحمت بلوج اور حاجی اسلام آپ لوگ جا کر ان دوستوں کو لے آئیں، کوئی بھی چلا جائے آپ بھائی ہیں، ہمارے colleagues کو point out کر دیا کہ نہیں ہو گا کم ہے۔ وہ بھی ٹریشوری پنځر کا حصہ ہیں میں پانچ منٹ کیلئے sitting adjourn کرتا ہوں جب تک کہ ٹیم واپس نہ آ جائے۔ پہلے جو عبید اللہ بابت صاحب نے پیش بندی پر مجھے alert کر دیا۔ میں لگنتی کرلوں۔ چلیں جی نصر اللہ صاحب! نہیں فرق یہ ہے ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب! انہوں نے آ کر چیمپر میں میرے ساتھ بات کی تھی۔ آپکی چٹ بھی مجھے ادھر موصول ہوئی۔ انہوں نے خود بھی آ کر بات کی تھی۔ چیمپر آپکا ہے جو اپسیکر کا آفس ہے وہ MPA's آفس ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: شکریہ اپسیکر صاحب۔ چونکہ آج اجلاس کا آخری دن ہے اس لئے میں وہ قرار داد نہیں لاسکا۔ تو اسمبلی کے قواعد و خوابط 177 کے تحت۔ یہ میں ذاتی وضاحت کی بنیاد پر پیش کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ ایوان وفاقی حکومت کی خصوصی توجہ مبذول کرتا ہے کہ سوئی سدرن گیس کمپنی لمیٹڈ، کراچی ہیڈ آفس کی جانب سے صوبے کے روای مالی سال 14-2013ء کے بجٹ میں صوبے کی نئی آبادیوں کیلئے نئی گیس پائپ لائن کے کوٹھ کو جو پہلے سالانہ کم از کم ایک سو چالیس کلو میٹر تھا۔ یکسر ختم کرنے نیز آٹھ ہزار نئے گھر پیلوں کنکنشنز، میٹرز جنکلی قم عوام پہلے ہی ادا کر چکے ہیں۔ واپس کرنے اور نئے میٹرز لگانے کے مختلف آلات بروقت مہیا نہیں کیئے ہیں جسکے باعث تمام صوبے کے عوام بالخصوص جن اضلاع میں گیس موجود ہے اُنکو سخت پریشانی کا

سامنا ہے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان وفاقی حکومت، سوئی سدرن گیس کمپنی کے ہیڈ آفس کراچی اور وزارت پرولیم اینڈ گیس سے مطالبہ کرے کہ وہ اپنے بجٹ میں صوبے کیلئے کم از کم ایک سو چھاس کلو میٹر نئی پاپ لائن کی منظوری دے۔ جناب اسپیکر! پچھلے دنوں یہاں منٹچر کے حوالے سے قرارداد پاس ہوئی کہ اسکو گیس دی جائے۔ جب سرے سے سوئی سدرن گیس کمپنی نے روائی مالی سال میں نئی پاپ لائن کیلئے کوئی پیسہ رکھا ہی نہیں ہے۔ صوبے کے لئے ایک فٹ پاپ نہیں آبیگا تو نئی آبادیوں کو کس طرح گیس ملے گی کس طرح نئی پاپ لائن ملیں گی۔ sir! آپ کو پتا ہے کہ ہزاروں کنکشن، آٹھ ہزار cases کراچی ہیڈ آفس گئے تھے لیکن وہاں کے ایم ڈی اور دیگر ذمہ داروں نے تمام cases والپس کر دیے۔ اور جو cases منظور کر کے بھیجتے ہیں ان میں میٹرز کے ساتھ جو دوسرے آلات دیگر لوازمات ہوتے ہیں وہ نہیں بھیجتے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ آپ نے شاید گیس کمپنی والوں کو بلایا بھی ہے چونکہ ہمارا صوبہ سوئی سدرن میں آتا ہے اسکا ہیڈ آفس کراچی میں ہے۔ تو مہربانی کر کے آپ یہاں سے جی ایم صاحب کو کہ وہ ایم ڈی صاحب کو کراچی سے گلائیں تاکہ اس serious issue پر بات کیجا سکے۔ اسپیکر صاحب - thank you

جناب اسپیکر: Thank you جی۔ نصراللہ صاحب! آپ نے جو مسئلہ اٹھایا ہے۔ اس باؤس کے احساسات میں وفاقی وزیر شاہد خاقان صاحب اور وزیر مملکت جام کمال صاحب کو پہنچاؤں گا۔ اور ایم ڈی کو یہاں بلایا جائیگا جیسے پچھلے دنوں واپڈا والوں کے ساتھ آپکی بریفنگ ہوئی، اُسی طرح کیا جائیگا۔ شمع اسحاق صاحب۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: جناب اسپیکر! ایک تو میں آپکی توجہ اس بات پر مبذول کراؤ گی کہ اسمبلی کی جو کارروائی ہے وہ ہمیں نہیں ملتی تو ہمیں پتا ہی نہیں چلتا کہ آج کیا کارروائی ہونے والی ہے۔ لہذا ہم یہاں آکر اسکو جلدی جلدی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ انکو پابند کریں کہ ہمیں کارروائی بھیج دیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کانگو وائزس پر ایک بہت ہی اہم بات ہمارے سامنے آئی ہے۔ جس طرح ڈینگی وائزس جو ایک موزی مرض ہے جسکو بھی ہو جاتا ہے تو وہ نجف نہیں پاتا ایک چھوٹے سے مچھر کی وجہ سے جکا ہم سدباب نہیں کر سکے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! جو کانگو وائزس ہے اسکے بھی مزید چار cases سامنے آئے ہیں۔ کیونکہ ابھی تک جن کے ہاتھ میں محکمہ صحت تھا اور تاریخ میں جن لوگوں کے ہاتھ میں تھا وہ اسکا سدباب نہیں کر سکے۔ اور ابھی! sir! گزشتہ ہفتے کے دوران صوبے میں کانگو وائزس کے مزید چار cases آئے ہیں اور چار اموات ہو چکی ہیں۔ پورے ملک میں ہمارا صوبہ بلوچستان پہلے نمبر پر ہے! sir! بلوچستان میں روائی برس کانگو وائزس کے کل ساٹھ cases رپورٹ

ہوئے ہیں اور ان میں ہلاکتوں کی تعداد 9 ہے۔ اگر ہم اسکے تدارک کے لئے کچھ نہیں کیا تو میں سمجھتی ہوں کہ جو پہلی حکومت تھی وہ بھی اس پر قابو نہیں پاسکی اور اسکی تعداد روز بروز کم ہونے کی وجاءے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ sir! اصل میں یہ وائز بھی، بکریوں سے انسانوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ اور عید الاضحی کے موقع پر جو بھی، بکریاں آتی ہیں انکی وجہ سے! احتیاطی تدابیر کے لئے ان جانوروں کی vaccine بہت ضروری ہے تاکہ لوگ اس پیاری سے نج سکیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ National Institute of Health کو بھی پابند کیا جائے۔ اور باقی اس طرح کے institutes جو جانوروں کو vaccine کرنے کے پابند ہیں آنپیں بھی پابند کیا جائے کہ ان جانوروں کی vaccine کو اہم قرار دیں۔ بہت شکر یہ۔

جناب اسپیکر: بالکل صحیح بات ہے۔ کانگو وائز، بھی بکریوں میں جو ticks گے ہوتے ہیں ان سے جب قصائی جانور کاٹ رہا ہوتا ہے تو کبھی تھوڑی بہت کٹ اسکو بھی آئی ہوتی ہے تو اس میں وہ transfer ہو جاتا ہے۔ پھر وہ وائز سارے گھرانے میں پھیل جاتا ہے۔ اسوقت اسلام آباد میں بھی اسکے cases آئے ہیں۔ اور میں in-writing بھی سمجھنے لگا ہوں۔ دعا کریں کہ ڈاکٹر زڈیوی پر واپس آ جائیں۔ جی۔

محترمہ یامین بی بی لہڑی: ٹھیک ہے صاحب۔ پوائنٹ آف آرڈر پر میں دو points پر بات کرنا چاہوں گی۔ ایک تو یہ ہے کہ آرٹیکل A-25 جسمیں free and compulsory education کے حوالے سے ہماری جو کیبینٹ میں بل پاس ہو چکا ہے منظور ہوا ہے لیکن وہ ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں ہوا ہے۔ میں اسکی وجہ جاننا چاہوں گی کہ اسکی reasons کیا ہیں جو کہ ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں ہوا ہے حالانکہ کیبینٹ نے اسکو approved کیا ہوا ہے۔ دوسرا میرا point وہ relief point کے حوالے سے ہے۔

جناب اسپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر ایک point اٹھایا کریں نا۔ پوری لمبی کہانی ڈال دیتی ہیں نا۔ ایک مخصوص point اٹھائیں۔

محترمہ یامین بی بی لہڑی: ہاں جی۔ دوسرا یہ ہے کہ PDMA میں پچھلے دنوں جو بریفنگ ہوئی تھی۔ اس میں یہ decide ہوا تھا کہ ایک committee form کیجاۓ گی جو relief activities کو دیکھنا، monitor کرنا اور PDMA کی اپنی capacity building affirmative کے حوالے کے طور پر ان چیزوں کو وہ دیکھے گی۔ ابھی تک میرے knowledge کے مطابق مجھ نہیں پتا کہ وہ

relief committee form کیا ہیں اور اسکے ممبر ان کون کون نے ہیں تاکہ ہم activities کو بروقت دیکھ لیں اور انکو ensure کر سکیں۔ Thank you-

جناب اسپیکر: آپ کی بات صحیح ہے۔ ڈاکٹر مالک صاحب نے بھی فرمایا تھا کہ ہم جلد از جلد ڈونر کانفرنس میں گے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ نہیں، اس لئے کہ وہ آپ کے آنے سے پہلے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ ایک MPA کے گھر پر انتظامیہ کے اہلکاروں نے چھاپہ مارا ہے۔ اسکی وجہ سے آپ کے اتحادی ساتھی ہیں، سرفراز ڈوکنی (ن) لیگ والوں نے تو انکو گلے کیلئے گئے ہیں اسی اثناء میں کیونکہ کورم پورا ہے تھوڑی اس قسم کی باتیں ہم cover-up کر رہے ہیں۔ وہ آرہے ہیں قرارداد تو آنی ہے۔ نہیں، دو منٹ ٹھہریں میں بی بی کو جواب دے دوں اُن کو update کروں۔ اسی بہانے ہاؤس میں سارے ارکین جو موجود ہیں۔ اس میں میں نے ایک اور میٹنگ بھی کی ہے کوشش یہ ہے کہ یہاں سے ہم M.P.A's کی ٹیم کو facilitate کریں۔ ابھی دونوں options ہیں اس اجلاس کے بعد پھر بیٹھ کر بات کر لیں۔ کہ ہر پارٹی voluntarilly جو جانا چاہتے ہیں اور جو پارٹیز کی طرف سے نامزد ہو رہے ہیں وہ سب جائیں انکو facilitate کریں۔ یا تو کراچی سے وہ لوگ move کر جائیں، جب، بیلہ اور بیلہ سے آواران۔ اور دوسرا یہ ہے کہ یہاں سے پھر خضدار move کریں وہ بھی ہیلی کا پٹپڑ پر جانا پڑے گا۔ آپ جا کر خود یکھیں اور اپنی visit link کریں کہ ڈونر کانفرنس نے کیا commit کیا ہے اور کتنا سامان پہنچ گیا ہے۔ اور ابھی پندرہ منٹ پہلے خبر چل رہی تھی کہ ماشکے میں ریلیف کا نوائے پر اکٹ فائز کئے گئے ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب! ایجوکیشن کا بل تو آپ ٹریڈری پنچر کا حصہ ہے آپ لوگ جب لاکیں گے ہم حاضر ہیں۔ ٹریڈری پنچر میں تو ہم تینوں بھائی ہیں۔ (ن) لیگ، (ق) لیگ، PKMAP، پیشمن پارٹی اور وحدتِ مسلمین، آپ ہی کو یہ اس فلور پر لانا ہے۔ کیونٹ نے approved کیا ہے لیکن فلور پر آپ نے جولوازمات پورے کرنے ہیں وہ نہیں کیتے۔ وہ پہنچانا ہوتا ہے جی ڈاکٹر صاحب! رحمت صاحب! آپ interest free education میں ذرا جلدی کرائیں۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: اٹھارویں ترمیم میں یہ شامل ہے۔ اور یہ coalition government کی پالیسی ہے کہ اس ترمیم میں من و عن implement کیا جائے۔ جناب اسپیکر! میں ایک اہم مسئلے پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر: ابھی صبر کریں۔ پہلے میں حامد اچھزی صاحب سے کہہ چکا ہوں پھر آپ بات کریں۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: اچھا فور ڈاکٹر صاحب کو دی ہے، Ok۔

جناب اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچنری: جناب اسپیکر! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب اسپیکر! اُس دن آپ کی وساطت سے جو پنجاب اسمبلی کا وفد آیا تھا اُنکے ساتھ ہماری بات ہوئی ہم مختلف angle سے بولے۔ یہاں مشرق اخبار میں میرے نام سے جو چیزیں لکھی گئی ہیں وہ حروف میں نے ادا نہیں کیئے ہیں۔ تو میڈیا والوں سے پہلے بھی ہم شکایت کر چکے ہیں۔ وہ کسی ایسے آدمی کو بھیجا کریں جسکو صوبے کی تاریخ یا کچھ کہنے کا اندازہ ہو۔ ویسے بس اندازے سے لکھ لیا ہے میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو حضرت نے لکھی ہے۔ یہ لکھا گیا ہے کہ ”بلوچستان کو بزویر طاقت پاکستان میں شامل کرنے سے مسائل پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر حامد اچنری“ یہ بات میں نے نہیں کی ہے۔ جناب والا! میں نے یہ کہا تھا کہ His Highness Khan of Kalat نے بلوچستان کو پاکستان میں شامل کرنے سے انکار کیا وہ قلات، خاران، مکران اور سیلہ پر منحصر تھے۔ خان قلات کا domain پشوون علاقوں پر نہیں تھا۔ وہ بریش افغانستان کہیں یا بریش بلوچستان اُس پر نہیں تھا۔ بلکہ جو بریش افغانستان یا بلوچستان کے لوگ تھے۔ انہوں نے شاہی جرگے کے ذریعے جس کے 54 ممبران تھے ان میں 48 پشوون اور 4 یا 5 بلوچ تھے۔ ایک چانسی کا، ایک نصیر آباد کا، ایک بگٹی کا اور ایک مری کا، یہ علاقے انگریز نے خان قلات سے lease پر لیئے تھے۔ وہ علاقے جو افغانستان سے الگ ہوئے ان پر خان قلات کا domain نہیں تھا۔ تو اُس بلوچستان میں، قلات، خاران، مکران، سیلہ نے ایک سال بعد شمولیت کی۔ اور جو پشوون علاقے تھے انہوں نے جرگے کے ممبران کی رائے سے پاکستان میں 1947ء میں شمولیت کی۔ تو یہ آپ سے request ہے کہ پریس والوں کو کم از کم، جو چار لفظ لکھ لیتے ہیں کبھی اپنی طرف سے لکھتے ہیں کبھی ایک دوسرے سے نقل کر لیتے ہیں۔ تو اسمبلی کی کارروائی کو اگر کچھ اہمیت دی جائے۔ That will be very nice۔

جناب اسپیکر: اسمبلی کی کارروائی نہیں تھی وہ ایک سیمینار تھا۔ دوسرا بات ڈاکٹر صاحب! یہ ہے ناں آپ کو میں personal explanation point پر اسی میں treat کر رہا ہوں۔ welcome back جو ہمارے آنzel ممبرز باہر گئے تھے۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے) تو اُس میں بات کرتا چلوں۔ جیسے ہی آپ کا انفارمیشن منظر بننے گا پھر وہ ایک پل کا کردار ادا کریگا۔ کہ یہ چیزیں یہ معاملات خوش اسلوبی سے طے ہوتے

رہیں۔ جی۔ مجید خان! ابھی ہم اُس معاملے پر آئیں گے جو آپکو پتا نہیں ہے کہ آپکی غیر موجودگی میں کیا ہوا ہے۔ کیونکہ ہمارے ایک معزز ممبر کے گھر پر انتظامیہ کے اہلکاروں نے چھاپ مارا تھا۔ سردار سرفراز ڈوکی کے مسئلے پر وہ واک آؤٹ کر گئے تھے۔ تو میرے لیے ممبر زکی عزت عزیز ہے۔ میں آپکی وجہ سے ادھر ہوں اور ہم اپنے حلقوں کی وجہ سے ادھر ہیں۔ پھر مشترکہ ہم نے سسٹم بنایا ہے۔ سسٹم کا ایک حصہ ہوتا ہے ٹریزری بچر اور ایک حصہ ہوتا ہے اپوزیشن بچر۔ یہ سسٹم، نظام اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ اور ہماری قدر و منزلت ہے اور وہ ہم منائیں گے۔ کیونکہ یہاں غیر جمہوری قوتوں کا بہت وقت رہا ہے ہماری آدمی تاریخ ہے۔ تو ہمارے افسروں اور اہلکاروں کو احساس ہونا چاہیے کہ ایک عوامی نمائندے کی کیا حیثیت اور کیا عزت ہے۔۔۔۔۔ (مداخلت) ایک منٹ! میں اُس بات کی طرف آرہا ہوں تشریف رکھیں۔ آپکی غیر موجودگی میں سردار اسلام برجو نے کچھ نکات اٹھائے تھے۔ اب اسکا حل یہ ہے کہ یہ ایک واقعہ ہو گیا دوسرا واقعہ ہمارے ایم پی اے نواب شاء اللہ زہری صاحب کے ساتھ باہر گیٹ پر ہوا بھی پھر یہ واقعہ ہوا۔ تو ان چیزوں کے تدارک اور check کرنے کیلئے کوئی اتنی جسارت نہیں کرے۔ اسکا طریقہ یہ ہے ہماری روایتیں اور جمہوریت، سب ملا کر کے انصاف کے تقاضے پورے کر کے میں اسمبلی کی ایک کمیٹی بناتا ہوں وہ تمام چیزوں کی تحقیقات کر گی جو جوابدار ہیں اُنکی جوابداری ہوگی۔ اور جو اسمبلی سفارش کر گی تو اُس پر انتظامیہ اُن افسروں اور اُن اہلکاروں کے خلاف کارروائی کر گی۔ اُس کمیٹی میں جو لوگ مجھے نظر آ رہے ہیں جو ذمہ داری کے ساتھ کام کر سکیں گے۔ سردار اسلام برجو صاحب، نواب ایاز جو گیزی صاحب اور اپوزیشن سے قائد حزب اختلاف اپنا نمائندہ دیں تاکہ وہ بھی اس میں شریک ہو، آکر اس معاملے کو حل تک پہنچائیں۔ اور میری اُن سے یہ درخواست ہے کہ 30/ اکتوبر تک۔ جی سردار صاحب! جی ہر پارٹی سے کر لیں۔

سردار محمد اسلام برجو: میری تجویز ہے کہ اس میں ہر پارٹی سے ایک رکن ہو۔

جناب اپیکر: اس میں جعفر خان مندوخیل کو بھی لیں وحدتِ مسلمین کے رضا صاحب، اے این پی کے زمرک خان اسکے علاوہ قائد حزب اختلاف جمعیت سے ایک نمائندہ منتخب کریں۔ سردار اسلام صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ نواب ایاز جو گیزی، جعفر خان صاحب اور دوستوں سے جو بھی نمائندے ہوں گے 30/ اکتوبر تک ان سارے معاملوں کا کچھ واضح نتیجہ نکلے 30 راکتوبر کو ہو گا۔ نیچے میں چھٹیوں کا وقفہ آیا گا۔۔۔ (مداخلت) جی (ن) ایگ تو فریق ہے۔ سردار سرفراز ڈوکی کے گھر میں جا کر گھسی ہے میں اس chair پر نہیں ہوتا تو میں بھی

اُنکے ساتھ فریق بن کر بیٹھا ہوتا۔ تو معااملے اس طرح نہیں چلیں گے، تشریف رکھیں۔ ابھی ہم اگلی قرارداد پر جائیں گے پوائنٹ آف آرڈر تو اسکے بعد لیتے جائیں گے۔ یہ بہت ضروری ہے جو آپکی چمن والی قرارداد ہے یہ بھی ضروری ہے اور آج آپکے agricultural loans کے سلسلے میں ایک بہت ضروری بحث بھی بعد میں ہے۔ جی سردار صاحب۔

سردار محمد اسلام بزنجو: ہمارے ایک نئے ممبر صاحب نے حلف لیا ہے۔

جناب اپیکر: ہاں انگو بھی ذرا۔ ہم اس چیز میں کھو گئے کہ مسئلہ ہو گیا۔ اُن کیلئے بھی پہلی نسخہ اللہ عجیب سی ہو رہی ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ لیکن وہ تجربہ، سیکھ جائیں گے ایک سیاسی گھرانے سے ہیں جی نسخہ اللہ کریں۔ please ہر پارٹی سے ایک نمائندہ اپنے نئے ساتھی کو welcome کریں۔ پہلے تو welcome کر لیں پھر ان سے سنیں گے۔

سردار محمد اسلام بزنجو: میں اپنی طرف سے اونیشنل پارٹی کی طرف سے میرفتح محمد بلیدی کو اسمبلی میں بلا مقابلہ منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب اپیکر: چھٹی کی درخواستیں ہیں کیا؟ سردار صاحب! ایک منٹ آپکو تکلیف دیتا ہوں۔ کوئی چھٹی لینا چاہتا ہے چلیں پڑھ لیں۔ سردار صاحب! معاف کریں ایک منٹ بیٹھیں۔ جی وقفہ سوالات تو ویسے ہی معطل ہے اگلے سیشن پر چلیں گے۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: پنس احمد علی صاحب صوبائی دارالحکومت سے باہر ہونے کی وجہ سے آج کے اجلاس سے انہوں نے رخصت کی استدعا کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ نے نجی مصروفیات کے باعث آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔ شکریہ جی۔ سردار اسلام بزنجو

Please take the floor.

سردار محمد اسلام بزنجو: جناب اپیکر! سب سے پہلے میں منتخب ممبر کو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف

سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ انکا بلا مقابلہ منتخب ہونا، میں سمجھتا ہوں کہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ وہ seat ہے جس پر میر فتح محمد کے والد جناب ایوب بلیدی صاحب، انکے ماموں نے بیٹھا اور سابق ہمارے صوبائی وزیر اسلام بلیدی صاحب، انکے بڑے بھائی عظیم جان اور ابھی وہ خود بلا مقابلہ منتخب ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے علاقے اپنے حلقتے میں ہمیشہ انکی ایک عزت اور احترام رہا ہے۔ اس عجہ سے کسی بھی پارٹی نے انکے مقابلے میں ایکشن میں حصہ نہیں لیا۔ اور جن لوگوں نے کاغذات داخل کیئے تھے انہوں نے اپنے کاغذات واپس لیئے۔ میں اس فلور پر ان حضرات کا بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے ان حالات میں۔ جیسے کہ ہمارے بلوچی اور اسلامی روایات کے حوالے سے، انہوں نے میر فتح محمد کو بلا مقابلہ منتخب کیا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ میر فتح محمد اپنے والد اپنے بڑے بھائی اور اپنے ماموں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے حلقة انتخاب اور پورے بلوجستان اور اس اسمبلی کی اس طرح خدمت کر گی جطروح انکے پیش روؤں نے کی ہے۔ میں اسکو آخر میں پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی، پی ایم ایل (ن) سے کون اپنے نئے ساتھی کو welcome کریگا۔ جی سرفراز گنڈی صاحب۔

میر سرفراز احمد گنڈی: شکریہ جناب اسپیکر! میں پاکستان مسلم لیگ کی طرف سے اپنے فاضل رکن کو حلف اٹھانے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ جس طرح سردار اسلام بزنجو نے کہا کہ وہ بلا مقابلہ منتخب ہوئے اور یہی ہماری بلوجستان کی روایتیں ہیں۔ اور انکی جن جن لوگوں نے پاسداری کی، خاص طور پر میں جمیعت علماء اسلام کے candidate جنہوں نے اپنے کاغذات مجمع کیئے تھے اور مولانا محمد خان شیرانی اور مولانا فضل الرحمن صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے کاغذات واپس لیئے اور فتح محمد صاحب کو بلا مقابلہ منتخب کیا۔ ہم دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتے رہیں۔ انکے بڑے بھائی بھی ہمارے جو نیز میں سے تھے اللہ انکی مغفرت فرمائے اور ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بلوجستان کے لوگوں کی ترقی اور اپنے حلقة کے لوگوں کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ شکریہ جی۔

جناب اسپیکر: جمیعت کی طرف سے مولانا معاذ اللہ موسیٰ خیل صاحب۔

مولوی معاذ اللہ موسیٰ خیل: شکریہ جناب اسپیکر! میں جمیعت علماء اسلام اور حزبِ اختلاف کی طرف سے فتح محمد بلیدی صاحب کو خوش آمدید کہتا ہوں اور انکو اس ذمہ داری اٹھانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نیز اسکے

حلقے کے ان حضرات کا بھی مختار ہوں جنہوں نے ہمارے اس غمزدہ ساتھی کا ساتھ دیا بغیر کسی مقابلے کے اور یہی مسلمانی اور علاقیت کا جذبہ اور شیوه ہے اللہ انکو جزاۓ خیر دے۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ انکی کامیابی ہمارے لئے اور ان کیلئے مزید بہتر فرمائے۔ آمین۔

جناب اپیکر: جی جعفر خان مندوخیل صاحب اپنی پارٹی سے۔

شیخ جعفر خان مندوخیل: شکریہ جناب اپیکر! ہمارے معزز رکن فتح محمد بلیدی صاحب نے جو حلف اٹھایا میں انکو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کے طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ انکو وہ توفیق دے، جیسے انکے والد ساری زندگی اپنے عوام کی خدمت کرتے رہے۔ وہ اسی اسمبلی میں ہمارے colleague بنتا ہے۔ انکو بھی اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ وہ بھی عوام کی اسی طرح خدمت کریں۔ اور ان لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے جنہوں نے اسکے حق میں اپنے کاغذات واپس لئے اور اسکو unopposed بنادیا۔ اس چیز کو واضح کرتا ہے کہ سب کو اس چیز کا دکھ ہوا ہے۔ میں آخر میں پھر انکو اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب اپیکر: Thank you پشتو نخواہی پ کی طرف سے کون؟ زیارت وال صاحب کسی ایم پی اے سے کروائیں ناں آپ سرکاری کام کو لے لیں یہ کام کسی اور کے ذمہ لگائیں۔ نواب صاحب کریں کوئی بھی کر لیں۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: بڑی مہربانی۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے اپنے نوجوان دوست فتح محمد بلیدی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، یقیناً جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ اسکے شہید وال محمد ایوب بلیدی صاحب اور اسکے بڑے بھائی عظیم بلیدی صاحب اس نشست پر ہے۔ تو انہوں نے جس طرح اپنے عوام کیلئے بالخصوص بلوچ عوام کیلئے جو جدوجہد کی تھی، سیاسی حوالے سے، وہ قابل قدر ہے۔ تو ہم جناب فتح محمد بلیدی صاحب سے بھی یہی امید کریں گے کہ وہ اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لا کر اس ایوان کے، اپنی سیٹ کی لاج رکھ کر اپنے عوام کی جدوجہد کیلئے کوئی کسر اٹھا کے نہیں رکھیں گے۔

Thank you very much.

جناب اپیکر: شکریہ جی۔ ابھی آپ لوگ مشترکہ قرارداد نمبر 9 پر آجائیں۔ ہاں فتح محمد صاحب! معاف کرنا ابھی ہم آپ کے عادی ہو جائیں گے اللہ آپ کو زندگی، ہمت اور حوصلہ دے۔ (ڈیک بجائے گئے) میری نیک نیتی سے یہی دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کے گھرانے کو اور امتحانوں میں نہ ڈالے۔ (ڈیک بجائے گئے)

میر فتح محمد بلیدی: شکریہ جناب اپیکر۔ سب سے پہلے میں شہید میر محمد ایوب بلیدی اور اپنے بڑے بھائی

میر محمد عظیم بلیدی کو انگلی سیاسی اور سماجی خدمات پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں، جو میرے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ میں ان تمام سیاسی جماعتوں کا خصوصاً بی این پی (مینگل)، جمیعت علماء اسلام، مسلم لیگ (ن) اور بلوچستان کی دیگر تمام سیاسی پارٹیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے موقع کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے میرے مقابلے میں اپنے candidates کھڑے نہیں کئے۔ اور میں اپنے حلقے کے عوام کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جو 1988ء سے لیکر ہر ایکشن میں مجھے موقع فراہم کرتے رہے۔ اور انشاء اللہ میں بھی کوشش کروں گا کہ اُسی ہمت، حوصلے اور رجدبے کے ساتھ اپنے حلقے کے عوام کی خدمت کروں۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: بہت شکریہ۔ جناب عبدالرحیم زیارتوال، ڈاکٹر حامد خان اچخزی صاحب اور عبدالجید خان اچخزی صاحب میں سے کوئی ایک اپنی مشترک قرارداد نمبر 9 پیش کرے۔

مشترکہ قرارداد نمبر 9

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: جناب اسپیکر! ”ہرگاہ کہ اس حقیقت سے انکار مکن نہیں کہ آبادی کے لحاظ سے کوئی نہ کے بعد صوبہ کا سب سے بڑا شہر چن ہے جو کہ مکمل ایک تخلیقی پر محیط ہے۔ لیکن دوسری جانب یہ حقیقت بھی ناقابل تردید ہے کہ چن اس وقت ایک معروف تجارتی اور گنجان آباد شہر ہونے کے باوجود سوائے ایک ہائی اسکول اور ڈگری کالج کے عصرِ حاضر کی جدید اور حصول علم کی بنیادی تعلیمی ضروریات کے حامل کیڈٹ کالج، پولی ٹینک انسٹی ٹیوٹ، اقامتی اسکول (residential school) جیسے دیگر اہم نوعیت کے اداروں کی سہولیات سے محروم ہے۔ جبکہ اسکے برعکس چن کے مقابلے میں ان اداروں سے کم مستفید کم آبادی کے دیگر شہروں اور ضلعوں کو یہ سہولیات میسر ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارت کرتا ہے کہ خالصتاً میں معیار اور میراث کے ناظر میں چمن شہر میں کیڈٹ کالج، پولی ٹینک انسٹی ٹیوٹ، اقامتی سکول جیسے دیگر عصرِ حاضر کے تقاضوں کے حامل تعلیمی ادارے قائم کرنے کے اقدامات کو لیجنی بنائے۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 9 پیش ہوئی۔ ابھی آپ اُس پر آگے دلائل دیں، وجوہات۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: جناب اسپیکر! یہ PSDP ہے ہمارے سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرمائیں۔ اس پورے PSDP میں چمن شہر ایک حلقے کے معنی سے اور قاعدہ عبداللہ سٹرکٹ کے معنی سے صوبے میں کم از کم ایک درجن یا اُس سے بھی زیادہ حلتوں کو اسمیں specify کی گئی ہے اور ضلعوں کو بھی

specify کی گئی ہے کہ فلاں ضلع کے لئے بھلی کی مد میں پیسہ مختص کیا گیا ہے۔ واٹر سپلائی کی اسکیمیں ہیں یا تو حلقوں میں جگہ تاتے بغیر کہ حلقے میں اتنے واٹر سپلائی ہونگے یا ضلع میں۔ اسی طرح ایسے دس ضلعے سے زیادہ ہیں جن میں 50 کلومیٹر سے لیکر ڈبڑھ سو کلومیٹر تک کی سڑکیں ہیں۔ اور فلاں ضلع میں، شہر میں فلاں تعلیمی ادارہ قائم ہوگا فلاں ضلع میں فلاں ہسپتال قائم ہوگا۔ چمن آبادی کے لحاظ سے صوبے کا دوسرا بڑا شہر اور قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ آبادی کے لحاظ سے کوئی نمبر پر ہے۔ اس PSDP میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ میرے حلقے میں سوائے ایک ongoing روانی سڑک پر جو ہمیں امید ہے کہ یہ لوگ پھر بنائیں گے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ تو اس کیلئے جناب اپنیکر! جب یہ آبادی کے لحاظ سے صوبے کا دوسرا بڑا شہر ہے۔ جب سے افغانستان میں حکومت کی تبدیلی آئی ہے اور وہ انقلاب کے نام پر، جہاد کے نام پر اس ضلع کو no men's land کے بنا کے ISI, MI blue eyed babies share میں جو PSDP کا اے کام بھلی سڑک، صرف ایم پی اے کا request ہے تو اسکے لئے آپ سے ہے کہ 5 لاکھ آبادی کی شہر اور ڈسٹرکٹ کے کم از کم 2 ملین کی آبادی کیلئے، اس شہر میں یا تو مل بیٹھ کے بات کرتے ہیں یا گورنمنٹ سے، پورے ہاؤس کے تناظر سے یہ request ہے کہ یہاں کیڈٹ کالج، ٹینکیکل سکول، پولی ٹینک ادارہ اور ریزیڈیشنل کالج کا تو گورنمنٹ سے میری استدعا ہے کہ تعلیمی تقاضوں کو دیکھتے ہوئے ہم نے تعلیم کیلئے زیادہ پیسہ مختص کیے ہیں ویسے بھی قلعہ عبداللہ بشمول گلستان کے، ایک وقت یہ تعلیم میں سب سے آگے تھا۔ ہمارا سکول 1947ء سے ہے جہاں سے زنانہ matriculate، چار، پانچ نام میں ابھی بھی بتا سکتا ہوں۔ اور وہاں جتنے بھی لوگ تعلیم یافتہ ہیں وہ حبیب زئی، عبدالرحمن زئی، سیگنی، عنایت اللہ کاریز اور گلستان کے سکولوں سے ہوئے ہیں۔ ان کو لوٹ کے ویران کر دیا تو جناب! ہمیں اپنا موقف بدلنے کی جس کو آج سب جہاد کہہ رہے ہیں جس کو آج سب دہشتگردی کہہ رہے ہیں۔ ہم صرف اس وقت دہشتگردی کہتے تھے۔ اسکو Holly war پتا نہیں کیا کیا نام دیئے گئے۔ واپس انہی لوگوں کو، تمام پارٹیاں دہشتگردی کا نام دے کے اُنکے ساتھ بات چیت پر امدادہ ہو رہے ہیں۔ آج نہ کوئی کسی کو جنت اور دوزخ پر مارا ہے نہ جہاد پر نہ leftist اور نہ rightist پر۔ دہشتگرد آپسمیں اثر رہے ہیں۔ وہ دہشتگرد جن کو ضیاء الحق، اختی عبدالرحمن، نصیر اللہ باہر اور کنزل امام نے trained کیا۔

یہ آپ سمیں بے باور ہو گئے اور ایک دوسرے پر اعتبار ختم کیتے۔ بلکہ پاکستانی فوج کے چھ ہزار بندے انہوں نے کہا۔ ہمیں موقف بد لئے کیلئے ہمارے پشتون آباد کے شہداء، 17 اکتوبر کے شہداء اور عنایت اللہ کارینز، گلستان، قلعہ عبداللہ اور توبہ اچنڈی کے شہداء۔ تو اس بر باد ڈسٹرکٹ کو، اس جمن شہر کو پھر سے امن، تعلیم اور کلپن کا گھوارہ بنانے کیلئے یہ استدعا ہے کہ گورنمنٹ اسمیں توجہ دے۔ اور اداروں اور دوسرے اداروں میں اسکو ترجیح دے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: مجید خان صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچنڈی: جناب اسپیکر صاحب! ذاکر صاحب نے تفصیل سے سب کچھ بتا دیا۔ میں آپ کے لئے اور اس ہاؤس کی معلومات کیلئے کہ جن میں روغانی کے نام سے refugees کا ایک یکمپ ہے میرے خیال میں ہمارے صوبے میں سب سے مہنگی زمین جن کی ہے۔ وہاں اگر آپ کوئی بلڈنگ بنائیں گے تو اُسکے لئے جتنی بھی requirement ہو گی اُس سے زیادہ اُس زمین کی ہے۔ وہاں UN کا ایک کمپاؤنڈ ہے جس میں پہلے افغان refugees رہتے تھے اور یہ ایسی کمپاؤنڈ ہے جیسے آئی ٹی یونیورسٹی کی کمپاؤنڈ، یہ تقریباً دو سوا یک ڈن پر محیط ہے اسیمیں sheds بنے ہوئے ہیں، اسیمیں ٹیوب دیل، بجلی اور باونڈری وال گلی ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر! ہمارے اس ضلع ہماری 20 لاکھ آبادی کیلئے، وہاں تقریباً کوئی 40 کے قریب قبائلی جھگڑے ہیں 20 سال کے دوران ان جھگڑوں میں دو ہزار سے زیادہ لوگ مارے گئے ہیں۔ وہاں ڈرگ مافیا کا راج ہے۔ اس ہاؤس کوئی بنا چاہتا ہوں کہ بڑی مشکل سے 20 سال کے بعد جن کی روڈ اس قابل ہوئی ہے کہ اب رات کو بھی لوگ جن سفر کرتے ہیں، یہ ہمارے ایک چھوٹے قد کے استٹنٹ کمشنر کی وجہ سے۔ ہمارے گلستان میں FC کا قلعہ ہے، غلط بیانی نہیں کر رہا جس میں بارہ سو نفری ہے۔ قلعہ سے ایک فرلانگ پر سو سے زیادہ چرس کی بھیان بی ہوئی ہیں جن میں چرس پکتا ہے اور یہ چرس ٹنوں کے حساب سے ہے۔ اور یہ پورے ملک اور عرب ممالک کو سپلائی ہوتا ہے۔ یہ ہمارے ضلع کی خاصیت ہے FC والے بھی دیکھ رہے ہیں اور سب دیکھ رہے ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق اس وقت ہمارے ضلع میں 20 ہزار ایکٹر پر چرس کا شت ہوتا ہے۔ سننے والا کوئی نہیں ہے اپنی نار کو نکاس والوں کو بُلاتے ہیں تو وہ ملک مُکا کر کے کہتے ہیں کہ یہ فصل اتنے کی ہے دوسرے کہتے ہیں کہ اتنے کی نہیں ہے۔ پیسے اٹھا کر کے چلے جاتے ہیں پہلے ہمارے علاقے میں ایک آدھ گاؤں ایسا ہوتا تھا لوگ کہتے تھے فلاں آدمی، بے ادبی معاف چرس پیتا ہے۔ اب تو میرے خیال میں

جناب اپسیکر! اگر آپ متوجہ ہوں۔ اب تو ہمارا کوئی ایسا گاؤں نہیں جہاں میٹرک کے سٹوڈنٹس چرس نہیں پیتے ہوں وہاں افیون کاشت ہوتی ہے۔ میری اس ہاؤس سے request ہے ہمارے ضلع کی بہت رُری حالت ہے۔ اور میں غلط نہیں کہہ رہا ہمارے صوبے میں پہلی ایم ایس سی کی ڈگری جس نے لی تھی وہ ہمارے ضلع کا تھا۔ ہمارے گاؤں میں before partition یا اسکے تھوڑے وقت کے بعد ڈاکٹر صاحب شاید اسکی تصدیق کر لیں گے راز ہائی سکول تھا بھی کچھ نہیں ہے۔ مطلب پورے چین کی پانچ لاکھ آبادی کیلئے جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا میرے خیال میں یہ آبادی اس سے زیادہ ہو گی۔ وہاں UN کی ایک کمپاؤنڈ ہے ابھی اسمیں FC کا چھوٹا سا کیمپ بنا ہوا ہے۔ اگر یہ کمپاؤنڈ نہیں مہیا کی جائے جو ہماری ضروریات ہیں، مطلب ہم سکول، کالج اور ریزیڈنسیل کالج چاہتے ہیں تو ان کے لئے زمین، پانی اور روڑ کا مسئلہ نہیں ہو گا ہمارے ضلع کا بہت بڑا مسئلہ اسمیں حل ہو سکتا ہے۔

Thank you sir

جناب اپسیکر: thank you ziyarتوال صاحب! نہیں جو movers ہیں وہی بات کریں گے۔ مجھے بھی قوانین آتے ہیں آپ ہر روز قانون کی کتاب اٹھا کر کھڑے ہو جاتے ہیں ”کہ جمالی صاحب قانون کے مطابق چلاو“، پھر جمالی صاحب کو بھی قانون کے مطابق چلانے دو۔ جی زیارتوال صاحب! ابھی وہ ideas آئے ہیں، کریں بات۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): شکریہ جناب اپسیکر! آپ نے فلور میرے حوالے کی۔ جناب اپسیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر، اس وقت آپ نے ہمارے منتخب ایم پی اے کو منع کیا تھا۔ **جناب اپسیکر:** آپ کے ایم پی اے کو اجازت دی نا۔ ہم چاہتے تھے کہ زیارتوال کے علاوہ اور کوئی بھی پشتو نخواہی میپ کی بات کرے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میں فتح محمد بلوج کو اس ایوان کا رکن بلا مقابلہ منتخب ہونے پر انکو یہ اعزاز حاصل ہوا ہے۔ میں ٹریشریری پیپر کی حیثیت سے پورے ہاؤس کی جانب سے انکو دلی مبارکباد دیتا ہوں اور ساتھ ساتھ یہ موقع رکھتا ہوں کہ ہمارا غریب صوبہ ہے اور اس کیلئے فتح محمد بلوج جیسے دوست کی خدمات بجا طور پر پورے صوبے کیلئے ہوں گے۔ اور اس سے پہلے انکے خاندان کی خدمات بھی رہتی ہیں۔ تو مجھے امید ہے کہ فتح محمد صاحب اپنے دوسرے دوستوں کی طرح، خاندان کی طرح، ہمارے صوبے کے غریب عوام کی خدمت کریں گے۔ جناب اپسیکر! میں ابھی قرارداد پر آتا ہوں۔ جناب اپسیکر! بعض چیزیں سمجھ سے بالاتر ہیں اور بعض

چیزیں انسان کی سمجھ میں آ جاتی ہیں۔ ہمارا یہ علاقہ 1978ء سے اب تک میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ اس میدان جنگ میں کسی نے کیا فتویٰ دیا، کسی نے کیا دیا۔ اور ہم وہ لوگ تھے، ہماری state مسلسل یہاں سے انقلاب افغانستان کے معاملات میں دخل اندازی اور ان کیلئے یہ راستہ۔ اور پھر جناب اپیکر! قومی تحریک کے حوالے سے پشتو نجومی عوامی پارٹی، اسکی لیڈر شپ کا تعلق اسی ضلع سے تھا۔ اور شروع دن سے ایجنسیوں نے ہمارے خلاف جو کریک ڈاؤن شروع کیا ہے وہ بھی ساری دنیا کو پتا ہے، اور ہمیں کس طریقے سے الجھاتے رہے وہ بھی ساری دنیا کو پتا ہے۔ اور چودھری شجاعت صاحب یہاں آئے تھے، ہم ملنے کے تو جناب اپیکر! انہوں نے کہا، اُس وقت ہم پرفائزگ ہو رہی تھی حملے ہو رہے تھے محمود خان کے گھر پر تو انہوں نے کہا محمود خان سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنا ہاتھ تھوڑا الہکار کھیں۔ اب ہمارے ہاتھ بھاری کہاں تھے؟ ہمیں اسکا پتا بھی نہیں تھا، ہم تو ایک سیاسی ذہن اور فکر کے لوگ تھے۔ میں یہاں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں اپنی فکر کی جو سزادی جاسکتی تھی وہ انہوں نے دی۔ اور ہمارے اکابرین نے خندہ پیشانی سے سب کچھ برداشت کیا۔ اور آج ہم جس مقام پر کھڑے ہیں، وہ چیزیں اس طریقے سے ہیں۔ بعض لوگ پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور اخبارات میں بیانات دیتے ہیں کہ رائیوں سے ہدایات آئیں گی۔ رائیوں سے اگر جمہوریت کیلئے ہدایات آئیں گی قابل قبول اور جمہوریت کے خلاف جہاں سے ہدایات آئی تھیں جنہوں نے قبول کیا تھا۔ میں بس مزید کچھ نہیں کہتا یہ ہر ایک کے اپنے اعمال ہیں۔ اس طریقے سے نہیں ہونا چاہیے۔ اور ہمارا ضلع تختہ عشق بنا ہوا تھا سب کچھ یہاں ہو رہا تھا اور ہمارے خلاف ہو رہا تھا اور ہمیں نہیں چھوڑا جا رہا تھا۔ ہمیں سب کی مقبولیت کا پتا ہے کہ کس کی کیا مقبولیت تھی۔ کن کی کیا خدمات تھیں اور کہنہوں نے کس بنیاد پر یہ کیا تھا۔ ہمارے دوست یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ بھی دیکھ رہے ہیں پر لیں کو بھی دیکھ رہے ہیں ہمارے role کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ غریبوں کو یہ جرأت نہیں ہے۔ آج بھی ایک فقرہ منظر کے ہوتے ہوئے چھاپنے کی۔ تو اس صورت حال میں اگر اس طریقے سے یہ جاری رکھیں گے تو جناب اپیکر! خیر کی توقع ہم نہیں کر سکتے۔ خیر کی توقع رکھنے کیلئے آج بھی جو قوتیں ان چیزوں میں دخیل ہیں انکو ہاتھ اٹھانا چاہیے۔ میں نے پہلے آپ سے کہا رائیوں کی بات کرتے ہیں فلاں جگہے کی بات کرتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ کیبٹ کی تشکیل میں بلا وجہ، بہت تاثیر ہوئی ہے۔ لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ یہاں بیٹھے ہوئے لوگ کسی کے ایجنت بن گئے ہیں at all no۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہم نہ پہلے ایجنت تھے نہ آج ایجنت ہیں نہ آئندہ ایجنت ہوں گے۔ اور پشوٹ میں ایک مثل ہے ”جو آدمی اپنے آپ میں کوئی خامی دیکھتا ہے وہ دوسروں میں ڈھونڈنا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔“ ہم پہلے کسی کے تھے نہ آج ہیں، ہم اس

ملک کے اس صوبے کے اپنے عوام کے خادموں کی حیثیت سے ہیں۔ جناب اپسیکر! پندرہ سال میں چھوٹی سی روڑ نہ بن سکی۔ ہمارے دوست اب کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس کافی نہیں ہے فلاں نہیں فلاں نہیں ہے صوبے کا آبادی کے لحاظ سے کوئی کمی کے بعد بڑا ضلع قلعہ عبداللہ ہے۔ جناب اپسیکر! میں figures سے ثابت کر سکتا ہوں۔ اور ایجوکیشن کے حوالے سے بھی صوبے کا سب سے پسمندہ ضلع قلعہ عبداللہ ہے اور اسی میں کسی کس قسم کی بدیاں انہوں نے شروع نہیں کیں کن کن کو آپس میں نہیں لایا گیا ہمارے خلاف کن کن کی سر پرستی نہیں کی گئی۔ ہمارے دوست اسی ایسی چیزیں لے آتے ہیں۔ کون تھا جس کو نہیں اٹھایا گیا۔ کتنی مرتبہ اسلام آباد سے ٹیکمیں آئیں محمود خان کو ناکام بنانے کیلئے خفیہ مینگ کرنے کیلئے۔ آج بھی وہ افسران موجود ہیں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ وہاں سے لوگ آئے اور فلاں کام کر رہے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ہم نے برداشت کیں اور آج تک برداشت کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک ضلع کی پسمندگی کی بات ہے جناب اپسیکر! ہم نے افغانستان کے کسی بھی شخص کو یہ دعوت نہیں دی تھی کہ آپ آئیں فلاں جگہ پر کمپ بنائیں۔ ہم نے شروع دن سے اسکی مخالفت کی تھی لیکن آج اسکی آڑ میں باقی ہو رہی ہیں کہ یہ ہوا ہے وہ ہوا ہے۔ جناب اپسیکر! میں اپنی پارٹی کے ذمہ دار آدمی کی حیثیت سے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ ہم نے کبھی ان کو welcome کیا ہے۔ کبھی ان کو نہیں کہا ہم نے کبھی ان کو نہیں بلوایا ہم یہاں کے رہنے والے لوگ ہیں ہم پر امن طریقے سے رہ رہے ہیں۔ جہاں تک ہماری ایجوکیشن کی بات ہے جناب اپسیکر! صوبے میں خصوصاً اس ضلع کی جو آبادی ہے اس کیلئے تعلیمی اداروں اور ہسپتال کا ہونا ضروری ہے۔ اسکے علاوہ دوسری، تیسرا جوانانی ضروریات کی چیزیں ہیں ان کا ہونا ضروری ہے۔ جناب اپسیکر! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ کوئی کمی کے بعد جو سب سے بڑا مشکل ضلع ہے پانی کے حوالے سے وہ قلعہ عبداللہ ہے۔ آج تک قلعہ عبداللہ میں ایک بھی ڈیم نہیں بنایا گیا ہے۔ کوئی منصوبہ بندی نہیں ہے اور اسلام آباد والے جو دوسو ڈیم بنا رہے ہیں ان میں بھی ہمارے لئے کوئی قبل ذکر ڈیم نہیں ہے۔ تو جناب اپسیکر! ہماری جو قرارداد ہے اس ضلع کے حوالے سے ایک بہت بڑی آبادی جوزندگی کی بنیادی سہولیات سے محروم ہے۔ اور اس محرومیت کی سزا اس علاقے کے عوام کو صرف اور صرف محمود خان اور ہماری قومی تحریک کے رہبروں کے گھر کی وجہ سے ہمیں دی گئی ہے۔ اور اس بنیاد پر یہ قرارداد ہم لائے ہیں اور یہ ضلع اب کاروبار کے لحاظ سے بھی صوبہ کا سب سے بڑا ضلع ہے۔ اور تعلیمی لحاظ سے ہر لحاظ سے پسمندہ ہے۔ ہم نے اس مرتبہ یہ کوشش کی کہ PSDP میں، باقی ہم نے وہ allocation کر کی ہے۔ جناب اپسیکر! چن میں ایک ہسپتال کیلئے 8 کروڑ روپے رکھے ہیں اور

آگے چل کے ہم اسکو ٹھیک بھی کریں گے۔ لیکن میں آپ کے توسط سے ہاؤس سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ضلع جس کو ان باتوں کی سزا دی گئی ہے اور اسکو پسمندہ رکھا گیا ہے۔ یہاں گورنمنٹ کے طور پر یہ قرارداد ہے۔ ہم ٹریشری پیپرز کی حیثیت سے اس پر عمل کرتے ہوئے ترقیاتی اسکیمات ایجوکیشن، ہیلتھ، اور روڈز میں اسکو priority پر رکھیں گے۔ اور جنہوں نے سزا دی اُس کا ہم انشاء اللہ ازالہ کریں گے۔ ہاؤس سے میری یہ request ہے کہ وہ اس قرارداد کو منظور کرتے ہوئے یہ راستہ ہمارے لئے، گورنمنٹ کیلئے کھول دے۔

شکریہ جناب اسپیکر۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر: میدم! آپ بیٹھ جائیں آپکا نام محکمین میں نہیں ہے۔ قانون کہتا ہے کہ نہیں ہے بس میں نہیں سنوں گا۔ میدم کا مائیک بند کر دیں (مائیک بند) محرکین صرف بات کر سکتے ہیں، sorry تشریف رکھیں مجھے اس طرح نہیں کہنا چاہیے لیکن پلیز۔ جی زیارت وال صاحب! لیکن ایک چیز کا آپ نے جواب نہیں دیا۔ مجید خان نے کہا کہ sheds بننے ہوئے ہیں سب کچھ ہے اُنکو avail کب کریں گے آپ جلدی سے جلدی کیڈٹ کا لج بنانے کیلئے sheds وغیرہ کا حوالہ دیا کہ بلڈنگ بھی پڑی ہے ٹیوب ویلز بھی ہیں۔ آپ نے تو ایک کی میٹنگ کے سارے حال دیے۔ شرفت دے پہنچ پین بول دک اور پھر واپس ہمارے پاس آئے۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! اسکو ہم منظور کریں گے، گورنمنٹ کے طور پر ہم اس پر عمل کریں گے۔

جناب اسپیکر: ہاں وہی ناں اُنکی بات کو آگے بڑھا نہیں۔ ہاں ایسے مارچ میں کلاسز۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ قرارداد 9 منظور کی جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔ بس ایک دوپاٹھ آف آرڈرز لوں گا۔ پھر زرعی قرضوں کے حوالے سے دو گھنٹے کی بحث بہت اہم ہے اُسیں چلے جائیں گے۔ جی میدم! راحیلہ درانی صاحب!

محترمہ راحیلہ عبدالحمید خان درانی: جناب اسپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی میں کہنا چاہ رہی تھی۔ لیکن جوز و آور ہیں وہ کہتے ہیں خود اسپیکر صاحب بول لیتے ہیں، ہم لوگ اجازت لیتے ہیں۔ sir ایسا تھا؟

جناب اسپیکر: اتنے بھی آپ ہمیں نہ ماریں کہ ہم بھی آپکو دیکھ کے یہاں سے شعرو شاعری شروع کر دیں۔

محترمہ راحیلہ عبدالحمید خان درانی: sir آپ اُس وقت نہیں تھے۔ وہ من یونیورسٹی میں جو حادثہ ہوا تھا۔ میں پواٹھ آف آرڈر پر توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ اُسیں ہماری بہت سی بچیاں شہید اور زخمی ہوئیں۔ کچھ عرصہ پہلے ہم وہ من یونیورسٹی گئے تو وہاں سے بھی ہمیں یہی گلہ آیا کہ جی آپ ویسے تو آ جاتے ہیں۔ لیکن ان بچیوں کیلئے جو

comparisons ہیں اُنکے خاندانوں کیلئے اُنکے علاج کیلئے ابھی تک کسی کو ایک پائی بھی نہیں دی گئی ہے۔ حالانکہ اُسی وقت گورنمنٹ نے ان بچیوں کی compensation کے لئے announce کیا تھا۔ sir یہ ایک بہت ہی حساس مسئلہ ہے میرے خیال میں ہمیں کہنا بھی نہیں چاہیے تھا، وہ ان تک پہنچ جانی چاہیے تھیں۔

جناب اسپیکر: ضروری بھی ہے، حساس بھی ہے۔

محترمہ راحیلہ عبدالحمید خان دراںی: دوسرا sir میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ پچھلے پانچ مہینے سے معذور strike پر میٹھے ہیں۔ ہمارے بہت سے نمائندے اُن کے پاس جا کر اکتوسی دیتے ہیں کہ جی ہم یہ کریں گے وہ کریں گے۔ اٹھارہ افراد کو نکالا گیا ہے چار سال اُنکی نوکریوں کو ہو چکے ہیں اب محکمے کو یاد آیا ہے کہ یہ لوگ غلط بھرتی ہوئے ہیں اور ایک ہی قلم سے انکو نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ جناب! رمضان گزر گیا عید گزر گئی دوسری عید آگئی۔ میں ان لوگوں کو لے کر سی ایم صاحب کے پاس گئی سی ایم صاحب کو اُنکی ساری رو داد سنائی۔ انہوں نے کہا کہ ”راحیلہ! اسکو آپ تھوڑا عرصہ میں“ میں ان سے نہیں کہوں گا کہ یہ strike ختم کریں۔ کیونکہ کل اگر پولیس میری بات نہیں مانتی، آئی جی میری بات نہیں مانتے تو میں درمیان میں غلط ہو جاؤں گا۔ تو sir اب یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اٹھارہ لوگ کتنا بوجھ ہیں اس محکمے پر کہ انہیں سارے رو نہ اور گیلویشن اُن معذوروں پر نظر آ رہے ہیں اور پتا نہیں ہزاروں بھرتی ہو گئے ہوں گے ان پر نظر نہیں آ رہے۔ تو میری یہ request ہے کہ اس ایوان کے توسط سے ان معذوروں کیلئے اگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی ہم تو ساری باتیں سمجھا گئے کہ جی کہا جاتا ہے کہ وہ کاشیبل بھرتی نہیں ہو سکتے۔ چلو کاشیبل بھرتی نہیں ہو سکتے کام تو ان سے آپ درزی، لکھ اور کمپیوٹر آپریٹر کا لے رہے ہیں وہ چار سال سے محکمے کی خدمت کر رہے ہیں لیکن آپ انہیں نکال رہے ہیں۔ تو sir میری یہ request ہے کہ اس پر آپ ایک کمیٹی بنائیں ہم توہاں جا جا کر تھک گئے اب تو ایسا لگتا ہے کہ ہم بھی جا کے اُنکے ساتھ بیٹھ جائیں گے۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ جی ڈاکٹر رقیہ صاحبہ۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے آپکے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ پچھلے چار مہینے سے کوئی میں ڈپٹی کمشنر کی پوسٹ خالی ہے۔ کیونکہ میں کوئی شہر کی رہنے والی ہوں اور جہاں جہاں لوگوں سے میرا واسطہ پڑتا ہے۔

جناب اپسیکر: نواب شاہوانی صاحب! جو کلتے اٹھائے جا رہے ہیں انکا نوٹ بنالیا کریں۔ پھر آپ کو اور زیارت وال صاحب کو ایک مفصل جواب دینا پڑیگا۔ جی۔

ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی: ڈپی کمشٹر کوئی پوسٹ پچھلے چار مہینوں سے خالی ہے۔ اور جو لوگ ڈربرد رہو کے کمشٹر کے دفتر جاتے ہیں اور جب واپس میری طرف آتے ہیں تو انکی پریشانی اُنکی تکلیف کا آپ اندازہ نہیں لگ سکتے۔ برادر مہربانی حکومت کامیں بھی حصہ ہوتے ہوئے آپکے توسط سے اپیل کرتی ہوں کہ کابینہ جب بننے تو بنے، لیکن کم از کم کوئی شہر کے ڈپی کمشٹر کی جگہ کو پُر کیا جائے تاکہ لوگوں کی تکالیف میں کچھ کمی تو ہو۔

جناب اپسیکر: thank you میڈم حسن بانو صاحبہ۔ خواتین کو سُن لیتے ہیں پھر باری باری سب کو موقع دینے گے۔

محترمہ حسن بانور خٹانی: جناب اپسیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ عید نزدیک آ رہی ہے۔ اور یہاں میں بالخصوص صفائی کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ عید سے پہلے اور عید کے بعد شہر کی صفائی کا خصوصی انتظام کیا جائے۔ اور جو روش چل رہا ہے اسکے لئے خصوصی انتظام کیا جائے اور اسے control کیا جائے۔ اور ایسے پولیس الہکار تعینات کیے جائیں جو اس رش کو control کر سکیں۔ اور آج کل ہر ہتالوں کا جو system چلا ہوا ہے اسکی وجہ سے ٹریک کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ تو ان ہر ہتالوں کو زیادہ طول دینے کی بجائے کوشش کریں کہ جلد از جلد ان کو ختم کیا جائے۔ اسکی وجہ سے شہر کا سارا نظام درہم برہم ہوا ہے۔ پانچ منٹ کا فاصلہ ہمیں تین تین گھنٹوں میں طے کرنا پڑتا ہے۔ برائے مہربانی ان points پر آپ توجہ دیجئے۔

جناب اپسیکر: thank you جی۔ یہ نوٹ کرتے جائیں۔ please ایک منٹ! آپ سے پہلے نصر اللہ کھڑے ہوئے تھے باری سب کو دوں گا۔ مجید خان آپ سے پہلے آغا لیاقت کھڑے ہوئے تھے۔ جی نصر اللہ صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیری: بڑی مہربانی۔ جناب اپسیکر! بعض بھی کمپنیاں، جس طرح موبائل کی ہیں مختلف Banks ہیں ان میں اکثر باہر کرایجی، لاہور سے لوگ لا کر یہاں بھرتی کیے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان بیروزگار ہیں۔ تو اب just ایک واقعہ ہوا ہے جناب اپسیکر! اگر House ذرا توجہ دے، آپ House سے کہیں۔

جناب اسپیکر: please، نصر اللہ صاحب کی طرف دھیان دیں۔ آج آپ انگلی طرف دھیان دینے گے تو کل آپ کو بھی اسی طرح focus ملے گا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! zong کمپنی میں ہمارے یہاں کے مقامی تین نوجوان کام کر رہے تھے انکو بغیر کسی نوٹس کے نکالا گیا ہے۔ میں نے zong کمپنی والوں سے بات بھی کی کہ بابا! آپ باہر کراچی، لاہور سے لوگوں کو لا کر یہاں بھرتی کرتے ہیں اور یہاں کے نوجوان یہاں کے son of soil کیا کر رہے ہیں؟ تو جناب اسپیکر! میں آپکی توجہ چاہتا ہوں کہ آپ کم از کم zong کمپنی والوں کو کہاں ہوں نے ہمارے کام کرنے والے تین بندے سید فیصل آغا سینٹر سینکلنک آفیسر، شاہ خالد صاحب اور عبدالقدیر تین صاحب۔ یہ بڑے student competent اور بڑے امیدوار تھے کمپنی میں کام کر رہے ہیں، انکو فارغ کیا گیا ہے اب شاید وہ باہر سے لوگ لارہے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تو یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ ان تمام کمپنی والوں اور مختلف نجی Banks ہیں، انکو پابند کیا جائے کہ کم از کم وہ یہاں کے مقامی لوگوں کو بھرتی کریں۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ خالد لاگو صاحب۔

میر خالد خان لاگو: شکریہ جناب اسپیکر! اس سے پہلے میں میر فتح محمد بلیدی کو نمبر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دوسرا سردار ڈوکنی صاحب کے گھر پر جو چھاپا پڑا تھا، اُسکی میں پُر زور الفاظ میں مدمت کرتا ہوں۔ چونکہ آپ نے کمیٹی بنائی ہے تو امید ہے انشاء اللہ اس مسئلے کا حل نکالیں گے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے جناب اسپیکر! کہ Recruitment Training Centre جو پاکستان بننے کے وقت سے قلات میں recruits کو ٹریننگ دیتا تھا۔ لیکن اب پتا نہیں کن وجوہات کی بنا پر پچھلے ہفتے آئی جی صاحب نے نوٹیفیشن کر کے اسکو بند کیا ہے۔ تو وہاں کے لوگ سراپا احتجاج ہیں اور سخت مایوسی میں ہیں کہ کیوں اس طرح کیا گیا ہے؟ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پر آپ رولنگ دیس کے اسکو واپس کیا جائے۔

جناب اسپیکر: ہاں! نوٹس میں لارہے ہیں نال مفسٹر صاحبان نوٹ کر رہے ہیں۔

میر خالد خان لاگو: کیونکہ اس سینٹر کو صوبے میں کہیں اور shift کیا گیا ہے اسکو واپس کیا جائے۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ میر عبدالکریم نوٹیر و اپنی صاحب۔

میر عبدالکریم نوشر وانی: جناب اسپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ایک اہم مسئلے کو میں آج اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ sir ایک ضلع نہیں پورے صوبے کی بات ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان میں انہائی یروزگاری ہے۔ لوگ یروزگاری کی وجہ سے یرومنی ممالک افغانستان، ایران یا خلچ میں visa نہیں ملنے کی وجہ سے without visa چلے جاتے ہیں وہاں کسی کو کام ملتا ہے کسی کو نہیں ملتا۔ جب یہ لوگ تفتان یا افغانستان کے بارڈر پر یا گوادر میں پکڑے جاتے ہیں تو انکو FIA کے حوالے کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی جائیدادیں بیچ کر، ادھار کر کے پیروں ممالک روزگار کے لئے جاتے ہیں۔ تو FIA والے انکو بند کر کے الگ دن جو ڈیشل میں پیش کر کے دس، دس ہزار روپے ان سے وصول کر کے پھر انکو چھوڑ دیتے ہیں۔ میری گزارش ہے اس اسمبلی کے اپنے ساتھیوں سے کہ مہربانی کریں یہ لوگ جو جرمانہ کرتے ہیں۔ براہ مہربانی انکوسات دن جیل میں ڈال دیں یا چار ہزار روپے جرمانہ کریں۔ کیونکہ بہت سے لوگ afford نہیں کر سکتے اور چھ، چھ مہینے ایک ایک سال تک جیل میں پڑے رہتے ہیں کوئی انکا پُرسان حال نہیں۔ ہم اسمبلی کے نمبر ان سے پُزو را پیل کرتے ہیں کہ اس مسئلے کیلئے مہربانی کریں یہ sir ایک ضلع کی نہیں پورے صوبے کی بات ہے۔

جناب اسپیکر: صحیح بات ہے۔

میر عبدالکریم نوشر وانی: اور روزگار ہمارے صوبے میں ہے نہیں اسی لئے لوگ مجبوراً باہر کی دنیا میں جاتے ہیں۔ جب پکڑے جاتے ہیں اور FIA کے جیل میں ہوتے ہیں۔ ایک مہینے کے بعد پیش کر کے دس ہزار روپے جرمانہ کرتے ہیں۔ پھر انکے لواحقین اپنی جائیدادیں بیچ کر یہاں آ کر وہ جرمانہ جمع کرتے ہیں یہ کونسا ظلم ہے؟ یہی میری گزارشات تھیں۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you۔ میں ذرا زیارت وال صاحب اور نواب شاہ ہو انی صاحب کے نوٹس میں لے آؤں۔ کہ جی! بلوچستان کے ہمارے لوگ جس طرح آتے ہیں واپس جیل میں، انگی وارثی تو ہم کر سکتے ہیں۔ جس طرح منڈی بہاؤ الدین اور گجرات کے لوگ اپنی جائیدادیں بیچ کر یورپ جانا چاہتے ہیں۔ ہمارے لوگ تو پڑوں میں زیادہ ڈور نہیں جاتے۔ جی مجیدا چکنی صاحب۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: thank you جناب اسپیکر صاحب۔ میں ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لوں گا ایک اہم مسئلہ ہے ہمارے صوبے کا۔ سب سے پہلے میں بلیدی صاحب کو اس ہاؤس میں welcome کرتا ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے) ہمارے صوبے کے تقریباً سارے ادارے تباہ ہو رہے ہیں۔ اور ان کی

تاباہی کی سب سے بڑی وجہ کرپشن ہے۔ ہمارے صوبے کا ایک اور بڑا ادارہ ہے جس سے ہمارا مستقبل وابستہ ہے وہ ہے پیلک سروس کمیشن۔ جناب اسپیکر! میں personally کسی بندے کی یا کسی کی ذات کی بات نہیں کر رہا۔ پیلک سروس کمیشن مجید با بر کے بعد تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے اس میں کرپشن اپنے عروج پر ہے۔ میرٹ کی پامالی ہو رہی ہے ایک اسٹوڈنٹ جو کسی غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہے کس مشکل سے وہ سولہ سال تک تعلیم حاصل کرتا ہے اسکو پیلک سروس کمیشن میں اپنا حق نہیں دیا جاتا۔ اُس سے پہلے بھی جناب اسپیکر! ہمیں اس ہاؤس میں بولتے ہوئے، ساتھی ناراض نہ ہو جائیں ذلتی طور پر میں کسی کے خلاف نہیں ہوں۔ چیزیں میں کے خلاف نیب میں کیس چل رہا ہے۔ اور وہ یہ کہتا ہے ”کہ جب تک نیب مجھے ملزم قرار نہیں دیتا میں استعفی نہیں دوں گا“، میرے خیال میں پوری دُنیا میں یہ رواج بھی ہے اور قانون بھی ہے کہ جب کسی بندے پر allegation لگ جاتا ہے تو وہ بندہ اُس عہدے سے ڈور ہو جاتا ہے، جب تک وہ اسکو clear نہیں کرتا۔ اُس پر allegations ہیں اور نیب میں کیس چل رہا ہے اور باقی جو وہ کہہ رہے ہیں کہ اسکی اپنی family members کی ڈگریاں نہیں ہیں۔ ابھی تک تو یہ ہو رہا ہے جناب اسپیکر! ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے کہ لا ٹیواٹسٹاک ڈیپارٹمنٹ کے test ہو رہے تھے اور پیپر آوٹ ہوا تھا۔ پیپر آوٹ ہونا یہ تو پیلک سروس کمیشن میں معمول بن گیا ہے۔ پہلے نہیں تھا مجید با بر کے بعد پیلک سروس کمیشن میں اس قسم کا ماحول پیدا ہوا ہے۔ سارے ساتھی میٹھے ہوئے ہیں انکو پتا بھی ہے عام شہر میں یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ اسٹینٹ کمشنر کے لئے میں سے چالیس لاکھ، پیکھار کے لئے دس لاکھ اور تحصیلدار کے لئے تیس لاکھ، یہ کوئی منڈی تو نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! میری ذلتی request ہے۔ میرے پاس دوست پارٹی کے درکرزا تے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا قصور کیا ہے ہم نے تعلیم حاصل کی ہے میرٹ پر ہمارا حق بتاتا ہے۔ اور دوسرے بندے کو پیپر آوٹ کر کے دیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! باقی تین صوبوں کے پیلک سروس کمیشوں میں اس طرح نہیں ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ پھر چیزیں ممبران سے کہتے ہیں ”کہ یہ دو بندے میرے ہیں اور ایک ایک بندہ آپکے۔ جناب اسپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پیلک سروس کمیشن میں as a Member جو پانچ سال کیلئے رکھا جاتا ہے، اسکی qualification یہ ہے کہ پچھیں سال اسکی سروس ہونی چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ پچھیں سال اُس بندے نے سروس میں کیسے گزارا ہے؟ ایک corrupt آدمی جو پچھیں تیس سال سروس کی ہے وہ پیلک سروس کمیشن کا ممبر ہو سکتا ہے؟ یہ غلط بات ہے جناب اسپیکر! ایسا بندہ جو واقعی میرٹ پر ہوا اور اس کی پچھیں سال کی ٹھیک ٹھاک محنت کے بد لے اسکو عوض

دیا جائے۔ پانچ سال تو اس نے یہ مہربانی ہمارے ساتھ کرنی ہے کہ میرٹ پروہ کام کرے۔ جناب اسپیکر! ہماری cabinet میں ایک Act آیا ہوا ہے جسمیں انہوں نے ایک ترمیم کیلئے کہا گیا ہے۔ زیارت وال صاحب سے میں نے ابھی کہا کہ پیلک سروس کمیشن کے ممبر کی میعادتیں سال ہونی چاہیے۔ اور جناب اسپیکر! اس ہاؤس سے، آپ سے، سب سے request ہے کہ پیلک سروس کمیشن کے اوپر بہت بڑے الزامات ہیں۔ شہر میں باقی چل رہی ہیں press والے بھائیوں سے پوچھ لیں باقی لوگوں سے پوچھ لیں یہ جانتے ہیں، ایسے لوگ میں نے دیکھے ہیں میں نام نہیں لینا چاہتا۔ جو جانتے ہیں کہ کیا مسئلہ ہے۔ آپ مجھے رہنے دے دیں یہ سات نام آپ دے دیں یہ چھ نام آپ دے دیں کم سے کم اس ادارے کو تو بچانا چاہیے۔ پچھلے دس سال میں میرے خیال میں ہمارے یہ ادارے کمکل طور پر collapse ہو کر کے رہ گئے ہیں۔ ابھی جو ہمارے بس میں ہے اور ہماری coalition government ہے۔ ٹریشوری بخز میں ہوتے ہوئے یہ میری request ہے کہ جتنا ہم کر سکتے ہیں۔ بلوچستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، محتسب اور پیلک سروس کمیشن ہمارے لئے ہیں ہم کیسے انکو بچاسکتے ہیں؟ ہماری یونیورسٹی کے وائس چانسلروں کا مسئلہ ہے جناب اسپیکر! میری اس ہاؤس سے بحثیت مجدد ذاتی request ہے کہ جب تک چیزیں میں صاحب کو نیب اور اینٹی کرپشن کے ادارے clear نہیں کرتے۔

جناب اسپیکر: زیارت وال صاحب! یہ Bill اگلے اجلاس میں ضرور لائیے گا، مجھے پتا ہے کہ وہ کافی advance status میں ہے، please وہ لا کیں۔ اور فرمائیں جی کو جو کیشن والا بھی۔ جی آ غالیافت صاحب۔

آغازیں لیاقت علی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکر یہ جناب اسپیکر! میں راحیلہ درانی صاحبہ کی جوانہوں نے معدود پولیس والوں کے متعلق کہا تھا چیف منسٹر کے حوالے سے ایک تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ آج سے چار، پانچ دن پہلے میں ان لوگوں کو چیف منسٹر کے پاس لے کر آیا تھا۔ ”چیف منسٹر صاحب نے ان سے کہا کہ اگر آپ لوگ پولیس کی نوکری یا گرید۔ 4 نہیں چاہتے ہیں تو آئی۔ جی آپ لوگوں کو انہی پوسٹوں پر مثالاً ٹیلر ماسٹر یا جو بھی آپ لوگ کام کر رہے ہیں انہی پوسٹوں پر آپ لوگوں کو نوکری دی جائیگی۔“ انہوں نے کہا ”کہ جی! ہم صلاح کرتے ہیں، پھر وہ چلے گئے۔ کل شام کو وہ میرے آفس آئے انہوں نے کہا“ کہ جی! ہم تیار ہیں۔ آپ چیف منسٹر صاحب سے کہیں کہ وہ ہمیں وہی نوکریاں دلادیں جس پر ہم کام کرتے تھے۔ لیکن چونکہ چیف منسٹر صاحب کل ایکدم اسلام آباد چلے گئے۔ پھر میں نے رات کو ٹیلیفون پران سے بات کی۔ انہوں نے کہا ”بالکل ٹھیک ہے میں جب بھی آؤں آپ کسی بھی وقت انکو میرے پاس لا کیں میں آئی جی کو بتا دوں گا اور انکو نوکریاں مل

جانب اپنی، یہ وضاحت میں کرنا چاہتا تھا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ کیا آپ نے سارے ہاؤس کو اعتماد میں لیا؟ جی میڈم یا سمین اہلی صاحبہ! حسن بانو صاحبہ بہت کونے میں بیٹھی ہیں کبھی کبھی miss ہو جاتی ہیں ورنہ ساروں کی طرف میری نظر جاتی رہتی ہے۔

محترمہ یا سمین بی بی اہلی: جس طرح میں راحیلہ درانی صاحبہ نے سردار بہادر خان یونیورسٹی کے حوالے سے بات کی، میں بھی انکی بات کو second کرتے ہوئے حمایت کرتی ہوں۔ ایک تو تاریخ کا بدترین ظلم اور زیادتی اُن قتوں کی طرف سے ہوئی ہے جو یہاں امن کے process کو break کرنا چاہتی ہیں ہمیں پُر امن نہیں رہنے دیتیں۔ کبھی مذہب کے نام پر، کبھی لسانیت کے نام پر، کبھی قوموں میں تفریق کے نام پر، ان کے مختلف حلے اور انکی مختلف strategies ہیں۔ ایک تو زیاتی انکی طرف سے ہے اور دوسرا اگر ہماری طرف سے انکی compensation strategy ہے اُنہیں اگر delay ہو تو میرے خیال میں اُسکی افادیت اور اس کا موثق پہنچانا نہیں رہتا۔ اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس کے لئے اگر ایک کمیشن بنایا جائے۔ کیونکہ اُن قتوں کے جو عزائم ہیں، ماضی میں جتنے بھی واقعات ہوئے اور جوابی ہو رہے ہیں۔

اللہ کرے کہ ہم سب مل کے جتنے بھی یہاں بلوچستان کے stakeholders ہیں اُن قتوں کو ناکام بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں تاکہ اس طرح کے واقعات مستقبل میں نہ ہوں۔ لیکن اگر in-case طرح کے واقعات ہوتے ہیں۔ تو اُن کی بروقت compensation کو یقینی بنانے کیلئے اگر ایک کمیشن کا قیام ہو تاکہ وہ ان چیزوں کو دیکھ لے monitor کرے۔ اور لوگوں کو ہم جتنا جلد relief دے سکتے دے دیں۔ اور خاص طور پر میری یہی درخواست ہے کہ جو یونیورسٹی والا واقعہ ہے انکی compensation کو ensure کرنے کیلئے فوری affirmative action لیا جائے تاکہ انکو ہم relief دے سکیں۔

شکریہ، thank you

جناب اسپیکر: نواب شاہو انی صاحب! یہ نوٹ کرنا۔ جی! کس کے بارے میں آپ کیوں ہمیں چھوڑ کے جا رہے ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: ایک شعر سناؤں۔

جناب اسپیکر: اچھا! شعر سناتے ہیں سنادیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی: کیونکہ ہمارے محبر ایسا نہیں ہو کہ سوئیں۔

جناب اپیکر: پھر واپس بھی آئیں نا شعر کے بعد و سروں کو بھی سنا کریں۔

میر عبدالکریم نوشروانی: اچھا! پھر نہیں آؤں گا۔ sir

ع یہ ناز و یہ انداز یہ جادو یہ آدائیں
میاں صاحب! آ کر کے بلوچستان میں کا بینہ بنائیں

جناب اپیکر thank you

جناب اپیکر: ہاں۔ میں سمجھا رونالیلا کا گانا گانے لے گے ہیں۔ جی! غلام دشیگر بادینی صاحب۔

حاجی غلام دشیگر بادینی: ڈسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جیسے میر عبدالکریم نوشروانی صاحب نے ذکر کیا۔ یہ حقیقت ہے میرے خیال میں انہوں نے پورے بلوچستان بلکہ پورے پاکستان کا ذکر کیا۔ اکثر وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ پشتون، بلوج، پنجابی، سندھی زیادہ تر یہ لوگ بیچارے اسی چلی میں پے ہوتے ہیں جیسے انہوں نے ذکر کیا۔ اور حقیقت ہے میں خود ان بیچاروں کو چھڑوانے کے لئے گیا ہوں۔ کئی مہینوں تک انکا کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ٹھیک ہے، ہمارے دوست ساتھی حضرات سارے علاقوں کے اپنے نمائندے ہیں۔ اُس وقت تک جب ہم وہاں available ہیں یا علاقے کے لوگ، تب جا کے کوئی چھوٹ سکتا ہے۔ اس کیلئے جناب اپیکر صاحب! کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے ہمارے بارڈر ایریا میں جیسے میر عبدالکریم نوشروانی صاحب نے ایف آئی اے کا حوالہ دیا۔ میں کہتا ہوں اسکو لیویز کے through proper channel پر چلایا جائے۔ باقی جناب اپیکر صاحب! ہمارا رونا تو بہت ہے۔ میرے خیال میں ہم نے آپکے ساتھ جتنا رونا تھا، آپ نے ہمیں سنا ہی نہیں۔

جناب اپیکر: وہ اسلئے نہیں سنا کہ وہ زیر بحث نہیں آسکتی تھی آپ اس بارے میں تحریک التواہ کے اجلاس میں لے آئیں اُسمیں انشاء اللہ۔

حاجی غلام دشیگر بادینی: میرے علاقے میں جو tension ہے وہ مجھے پتا ہے۔ خاران، نوشکی، چاغنی اور واشک میں۔ چار ڈسٹرکٹس کو فوراً یہاں کوئی نہیں میں بیٹھتے ہی ایک ہی دستخط سے ختم کیا جاتا ہے ”کہ جی! ریخ کی ضرورت نہیں ہے“۔ پشوٹ میں ایک کہاوت ہے کہ ”اول خویش بیا درویش“، ہم پہلے سے already کوئی ڈوڑھن کا حصہ ہیں، ابھی تو ہم یہی کوشش کر رہے ہیں کہ چار ڈسٹرکٹس پر گورنمنٹ ڈوڑھن بنائے۔ لیکن پھر کل کو ایسا طریقہ ہو گا جو آس پاس کے ڈسٹرکٹس ہیں انکو میرٹ سینارٹی لسٹ پر کوٹھ ملے گا، جو دو دراز ہیں جیسے خاران، نوشکی، چاغنی یا واشک ہے۔ جناب اپیکر صاحب! ہمارے ملازم میں اُسمیں رُل جائیں گے، پس جائیں گے۔ اور اُسمیں

میرے خیال میں کوئی پانچ سو ملاز میں کی ڈیلویٹیوں کا مسئلہ نہ ہے۔ سات سو کلو میٹر دُور، بار بار میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں۔ بلکہ قرارداد کے حوالے سے آپ سے رجوع کیا کہ اس حوالے سے ہم قرارداد لانا چاہتے ہیں تو باقی میرے دوست حضرات ہیں may-be next۔ اگر کوئی اجلاس ہوگا البتہ آپ کو لکھ کر دے دیا ہے۔

جناب اسپیکر: انشاء اللہ 30 راکتوبر کو۔

حاجی غلام دشمنیر بادینی: جناب اسپیکر صاحب! یہم نے written میں دے دیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل! receive کیا ہے آپ کبھی اور رحمت کا بھی اس طرح کا ایک مسئلہ وہ 30 راکتوبر کو انشاء اللہ لے آئیں گے۔

حاجی غلام دشمنیر بادینی: مہربانی جی۔

جناب اسپیکر: ماجدابڑو صاحب۔

میرعبدالماجد ابرزو: اسپیکر صاحب! جیسا کہ پہلے اجلاس میں بھی دوستوں نے یہ point اٹھایا تھا کہ ہمارے علاقے میں ایک واحد اونچ پاور پلانٹ ہے اُسیں بھی مزدوروں کے ساتھ جوزیاً تی ہو رہی ہے۔ وہاں مزدور پندرہ دن سے بھوک ہڑتال پر بیٹھے ہوئے ہیں اُنکو سننے اور انکی دادرسی کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے۔ پہلی دفعہ محترم زیارت وال صاحب سے بھی یہی گزارش کی تھی کہ اُنکے بارے میں وہ کچھ سوچیں لیکن آج تک اُنکا کچھ بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ ہم انہیں کوئی نئے روزگار تو نہیں دے رہے لیکن جو علاقے میں موجود ہیں کم از کم اُنکا تحفظ تو کریں۔ اور اپنے لوگوں کو وہاں مزدوری کا حق تو دلائیں۔ کیونکہ آپ نے دیکھا ہے وہاں ہمارے علاقے میں کوئی انڈسٹری یا اس قسم کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔ لیکن اس اونچ پاور پلانٹ میں بھی باہر کے لوگ آ کے مزدوری کرتے ہیں۔ تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر اسی طرح ہمارے لوگوں کو نظر انداز کیا گیا تو لوگ مجبور ہو کر غلط راستے پر آ جائیں گے۔ تو مہربانی کر کے اس پر کچھ سوچیں اور انکی دادرسی کیلئے کچھ کریں۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you، ولیم صاحب۔

جناب ولیم جان برکت: شکریہ اسپیکر صاحب۔ میں سب سے پہلے نے منتخب ممبر میر فتح محمد بلیدی صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اسکے ساتھ ہی میرے ساتھی جو اس وقت یہاں موجود نہیں چلے گئے ہیں، اُنکے گھر پر جو چھاپڑا ہے۔ ایک ساتھی ہونے کی حیثیت سے میں اُسکی بھی مذمت کرتا ہوں کہ جو بھی

ادارے ہیں، جس طریقے سے کمیٹی بنائی گئی ہے۔ As thoroughly عمل کرنے کیلئے ایسی تجاویز دی جائیں کہ ہمارے جو بھی ممبران ہیں، اگر بد قسمی سے کوئی ایسا مسئلہ ہو بھی جاتا ہے تو انکی عزت اور انکے وقار کے مطابق انکے ساتھ سلوک کیا جائے۔ میں یہاں صرف اسلئے عرض کر رہا ہوں، خاص طور پر جو ہاؤس نے ایک قرارداد قلعہ عبداللہ کے بارے میں منظور کی ہے میرے نقطہ نظر سے یہ بہت ہی اہم ہے اور یہ تعلیم دوستی کا ایک ثبوت ہے۔ سنٹرل ایشیاء سے تجارت کیلئے خاص طور پر قلعہ عبداللہ پاکستان کیلئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ تجارت کے علاوہ اس ضلع کی اپنی ایک تاریخی بھی ہے اور سیاسی جدوجہد کے لحاظ سے بھی انکی اہمیت ہے۔ تاریخی لحاظ سے درڑہ خوجہ اور انگریزوں کی غلامی سے نجات کیلئے اس ضلع کے اکابرین کا اس میں بڑا کردار رہا ہے اسی لئے یہ ضلع اُسکے نام پر ہے۔ اسکے علاوہ سیاسی لحاظ سے اس ملک کی تاریخ میں خان عبدالصمد خان اچنڈی کی آدمی زندگی استعماری قوتوں اور غیر جمہوری قوتوں کے خلاف جنگ میں، جیل میں گزرگئی۔ اس لحاظ سے یہ ضلع بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اور پھر اسی ضلع سے گلستان سے، شاheed مجید خان نے بھی کہا، ایک نوجوان نے آ-Level میں با قاعدہ Top کیا تھا۔ اور اسکے ساتھ ہی ضلع پیشین کا اگر اسکے ساتھ موازنہ کریں تو پیشین میں آپ کو تمام سہولیات ملیں گی۔ وہاں اڑکوں اور اڑکیوں کیلئے ایمنٹری کا الجزا ب وہاں پولی ٹینک کا لج کیلئے اُس دن prospectus ہمیں ملا وہاں میڈیکل کالج بھی بن رہا ہے۔ تو جان بوجھ کے ضلع قلعہ عبداللہ کو پسمندہ رکھا گیا ہے۔ یہ قرارداد جو ہاؤس نے پاس کی ہے میرے نزدیک یہ خوش آئندہ ہے۔ اور اس طریقے سے اس ضلع کی تعلیم کے سلسلے میں فروغ میں بڑی مدد ملے گی۔ شکریہ۔

جناب اپیکٹر: شکریہ جی۔ ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب! اسکے بعد رحمت بلوج اور اسکے بعد پینڈری بلوج۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج: شکریہ جناب اپیکٹر صاحب۔ پہلے تو میں فتح محمد بلیدی صاحب کو مبارکباد دیتی ہوں کہ آج انہوں نے حلف اٹھایا اور امید کرتی ہوں کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کی توقعات پر پورا اتریں گے۔ اور دوسرا sir ڈوکی صاحب کے گھر پر جو چھاپا پڑا تھا اسکی نہ مت کرتی ہوں۔ sir میں ایک بہن ایک بیٹی اور ایک ماں کی حیثیت سے اپنے اُن بھائیوں سے اپیل کرتی ہوں۔ کہ آواران میں جو اس وقت زوالہ آیا ہے۔ وہ لوگ تو دَرَدَ رہو چکے ہیں اور جو امدادی ٹیکمیں اور جو گورنمنٹ انسوامد اور پنچارہی ہے۔ خدارا! ان لوگوں پر حرم کریں اور اس قسم کی جو کارروائی ہے اس سے اجتناب کریں۔ شکریہ۔

جناب اپیکٹر: شکریہ جی۔ رحمت علی بلوج صاحب! آپ اپنی seat پر پہلے جائیں ناں اُدھر سے آ کپو

point raise کرنا ہے۔ جی۔

جناب رحمت علی صاحب بلوچ: شکریہ جناب اپیکر۔ میں مختصرًا ایک اہم point پر جیسے میڈم یا سینمین اور راجحیہ درانی نے وہ من یونیورسٹی کے بارے میں کہا ایک اہم مسئلہ ہے، اُسکو میں second کرتا ہوں اُس پر فوری اقدامات ہونی چاہئیں۔ آپ رولنگ دیں کہ ان بھیوں کے جو compensations ہیں وہ انکو جلدی ملیں۔ اور دوسرا میرا اہم point یہ ہے کہ APP جو پاکستان کی ایک سرکاری نیوز اپنی ہے۔ جو انگلش، اردو، عربی، سندھی، پشتو اور سرائیکی اور دوسری زبانوں میں news جاری کرتا ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ابھی تک وہ بلوجی میں کوئی news جاری نہیں کر رہا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو 65 سالوں کا ایک تعصباً اور زیادتی ہے، یہ وہی زیادتی کا ایک حصہ ہے۔ اس چیز کو باقاعدہ نوٹ کریں اور میں آپکے اور اس ایوان کے توسط سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ وہ بلوجی میں بھی news جاری کرے۔

جناب اپیکر: شکریہ جی، وہ کرتے ہیں۔ ہینڈری صاحب! وہ میں in-writing پرویز رشید صاحب کو بھیجوں گا۔

جناب ہینڈری مسح بلوچ: شکریہ اپیکر صاحب۔ سب سے پہلے میں میر فتح محمد بلیدی صاحب کو صوبائی رکن اسٹبلی منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اسی امید کے ساتھ کہ وہ اپنے خاندان کی روایات کو جاری رکھیں گے اور پارٹی کی پالیسی پر عمل پیرا ہوئے۔ یہاں دو اہم چیزوں پر discussion کی گئی۔ پہلے چمن کے حوالے سے ہمارے معزز زد و سوت عبد الرحیم زیارت وال اور ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب نے جو قرارداد move کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کہ ہمارا پورا بلوجستان تعلیمی پسمندگی میں گھرا ہوا ہے۔ ہمیں اس پسمندگی کو دُور کرنے کیلئے مزید تعلیمی اداروں کے قیام کو عمل میں لانا چاہیے۔ اسیں ٹینکنگل ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں سے ہم اپنے نوجوانوں کو skillful کر کے معاشرے میں بہتر طور پر انکو روزگار کمانے کے موقع مل سکتے ہیں۔ چمن کی تاریخی اہمیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ پاکستان اور افغانستان کا بارڈر چمن شہر ہے، وہ اُسکو enclose کرتا ہے۔ ہونا تو یہی چاہیے تھا کہ ترقی یا نتے جدید شہروں کی طرح چمن کو بھی develop کیا جاتا۔ مگر وہاں کی جو پسمندگی ہے، جیسے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ وہاں ہسپتال اور تعلیمی ادارے انتہائی پسمند ہیں۔ تو ہنگامی طور پر چمن بیشمول پورے بلوجستان میں مزید تعلیمی ادارے قائم کیے جائیں اور وہ بھی ایسے ہوں جہاں معیاری تعلیم ہو صرف عمارت بنا کر کاغذی کارروائی نہ ہو بلکہ انکو بہتر طریقے سے

بھی کیا جائے۔ دوسرا یہاں وہ من یونیورسٹی کے حوالے سے جو بات کی گئی۔ اُس واقعہ میں جو طالبات شہید ہوئی ہیں انکو جلد از جلد معاوضہ ملنا چاہیے۔ اور جو زخمی ہوئے ہیں ان کو علاج معالجہ کی سہولتیں ہی بھی جلد از جلد فراہم کی جائیں۔ میری اپنے منسٹر، عبدالرحیم زیارت وال صاحب اور نواب محمد خان شاہوی خان صاحب سے یہ request ہے کہ وہ اس کو اہمیت سمجھیں اور اس پر فوری طور پر عملدرآمد کروائیں۔ شکریہ۔

جناب اپیکر: thank you جناب اپیکر مصطفیٰ خان ترین صاحب۔ اسکے بعد زرعی بینک والی تحریک پر دو گھنٹے بحث ہوگی۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: جناب اپیکر مہربانی، جناب! میں بس ایک منٹ لوںگا zong کے بارے نصراللہ زیرے نے جو کچھ کہا حقیقت ہے۔ جناب اپیکر! ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تمام دوستوں سے خصوصاً آپ سے یہ اپیل کروں گا کہ ممبر صاحبان یہاں اسمبلی میں جو کچھ بیان کرتے ہیں اُس پر کارروائی ہونی چاہیے۔ تاکہ لوگوں کو یہ پتا چلے جو مرکز کے یہاں ہمارے ساتھ یا اوپر سے جو نارواعمل ہوتا ہے انکو کم سے کم یہ پتا چل جائے کہ یہ بات یہاں اکثر ہوتی ہے جیسے ابھی میرے بھائی نے اوقیانوس پار کے حوالے سے بات کی۔ بچپن دفعہ بھی انہوں نے اسی طرح کیا۔ اگر اسی طرح ہم لوگ نظر انداز کرتے جائیں اسمبلی میں کسی ممبر نے کہہ دیا بس وہ اسی اسمبلی تک رہ گیا اور اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا کارروائی نہیں ہوتی۔ تو جناب والا! میری یہ request ہے آپ سے اور گورنمنٹ کے جو نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں، ہم بھی گورنمنٹ کے نمائندے ہیں اسیں کوئی شک نہیں جو ذمہ داری انکو سونپی گئی ہے۔ فی الحال انکو گورنمنٹ نے ذمہ داری سونپی ہے انکو چاہیے کہ وہ ان چیزوں کو نوٹ کریں اور ان پر سختی سے عمل کیا جائے تاکہ یہ جو چھوٹے چھوٹے عوامی مسائل ہیں یہ حل ہوں۔ ابھی یہاں کے لوگوں کو فارغ کر کے باہر کے لوگ یہاں بھیجے جاتے ہیں کہ بس آپ فارغ ہیں، کیوں؟ تو یہ بات ہے جناب والا! جیسے زیرے اور ہمارے دوسرے بھائی نے کہا اس پر سختی سے عمل کیا جائے۔ zong کو بالکل نوٹس دینا چاہیے کہ اپنا یہ رویہ بند کرو۔ ایک آدمی آپ کے ساتھ سالوں سے کام کر رہا ہے اور اسکو آپ فارغ کر رہے ہیں۔ اگر بات اس طرح ہے تو اپنے ٹاؤن زیہاں سے نکال کر پنجاب میں جہاں بھی لگانا چاہے یہاں کا کام ہے پھر ان کو یہاں نہیں آنا چاہیے۔ جب ہم ان کو تمام مراعات دے رہے ہیں اور یہ ایک نوکری بھی اس صوبے کو نہیں دیتا تو یہ ظلم ہے۔ جناب والا! ہمیں اس کا سختی سے نوٹ لینا چاہیے، thank you

جناب اپیکر: شکریہ جی۔ میں تھوڑا آپکے نوٹس میں لاتا جاؤں اس میں جو پرائیویٹ ادارے ہیں اسلام آباد

میں انکو اسی طریقے سے handle کرنا پڑیا کیونکہ یہ نجی کمپنیاں ہیں۔

جناب عبد اللہ جان بابت: اسپیکر صاحب! جیسے سردار صاحب نے کہا ہمیشہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے پہلے تو ہم لوگوں سے اسکولوں میں بھی یہ کہا جاتا تھا کہ بھئی! آپ لوگ اپنے مال و مویشی چ دائیں یہ آپ لوگوں کا کام نہیں ہے تو بھی جو یہ مسائل ہیں اسکے علاوہ اس میں جو بڑی رشتہ خوری ہے جو feasibility بناتے ہیں کہ بھئی! یہ کہما کہاں لگانا ہے اس پر بھی ایک پورا مافیا ہے۔ ہم تو سرف مافیا، یہ جو ادھر جبیب نالے والے کو کہتے ہیں، یہ تو بڑا مافیا ہے۔ اسکے علاوہ یہ بھی مافیا ہے یہ بھی باقاعدہ ان کو جو این اوسی دستے ہیں یا کہما جہاں لگاتے ہیں سب سے پہلے ان سے پیسے بھی لیتے ہیں تو خدارا یہ جو چیزیں ہیں اسکو feasibility کے طریقے سے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ کہما ایک جگہ ہے اور نام کسی دوسری جگہ کا ہے ہماری previous حکومت پیسے انکی جیبوں میں تھے۔

جناب اسپیکر: وہ پرائیویٹ ادارے ہیں حکومت کا ان سے کوئی واسطہ نہیں انکا واسطہ پر پرائیویٹ نجی لوگوں سے ہوتا ہے۔

جناب عبد اللہ جان بابت: میں تھوڑا کچھلی حکومت کا example بھی دیتا ہوں ہماری جو کچھلی حکومت تھی ادھر اسکول بنانا ہے شام کو وہ ادھر اینٹ ڈلواتے تھے۔

جناب اسپیکر: بابت صاحب! یہ علیحدہ مسئلہ ہے Zong پر پرائیویٹ ادارہ ہے۔

جناب عبد اللہ جان بابت: وہ پرائیویٹ ہے ہم حکومت بھی اس میں تھوڑا شامل کر لیتے ہیں نا، حکومت کے تو سب تابع دار ہیں۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کا این اوسی آپکے ذریعے ہماری اسمبلی کے ذریعے انکو ملنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: جی بالکل۔ جی زیارتوال صاحب! ان بچیوں کے لئے ابھی تک معاوضہ نہیں دیا گیا ہے جو بمن بلاست میں شہید ہو گئیں۔ پھر یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں۔ ایک منفصل قسم کا جواب دے دیں جو صوبائی مسئلے ہیں وہ بتاتے جائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: جناب اسپیکر صاحب! فاروقیہ مسجد کے واقعے میں جو شہید ہوئے ہیں انکو بھی ابھی تک معاوضہ نہیں ملا ہے۔

جناب اسپیکر: اُس دن میں نے اسکا نوٹس لیا تھا۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: لیکن انکو ملنا نہیں ہے۔

جناب اپیکر: دعا کریں کہ عید سے پہلے کچھ اور روزہ ریشن تاکہ distribution of works ہوں۔ مسائل حل ہوں، جی۔

جناب عبداللہ جان بابت: اگر دعا سے بنتا تو آپ آپ کی سیٹ پر کوئی ملک بیٹھا ہوتا۔

جناب اپیکر: باہت صاحب! ہمیں وہی عمل کرنا پڑی گانا میں آپ کے ساتھ یہ help کروں گا۔

جناب عبداللہ جان بابت: آپ اپیکر ہیں، آپ scientific طریقے سے سمجھائیں۔ خدارا! ابھی دعاؤں سے ہوتا تو آپ کی جگہ کوئی ملک بیٹھا ہوتا۔ سارا دن تو دعا کرتے ہیں کہ اللہ خیر دے۔ وہ ہمیں دیتا ہے پھر ہم اس کو return میں دیتے، یہ تو نہیں ہونا چاہیے۔

جناب اپیکر: زیارت وال صاحب. The floor is with you.

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومبائی وزیر): شکریہ جناب اپیکر۔ سب سے پہلے میں پوائنٹ آف آرڈر پر جناب اپیکر! آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ آپ ڈپٹی چیئرمین مینٹ بھی رہے ہیں۔ جناب اپیکر! ہمارے صوبے کا اور اسکی ملازمتوں کا، اور اسکے علاوہ جو دوسرے نیم خود مختار ادارے ہیں، کسی بھی ادارے میں اس صوبے کا کوئی بھی بندہ نہیں ہے۔ تو جناب اپیکر! آپ کے توسط سے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی جانب سے اگر کوئی لیٹریہاں سے چلا جائے اور وہاں جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں ان کو ہماری طرف سے یہ پیغام ہو کہ ہمارا صوبہ جوانہوں نے تسلیم کیا ہے 9.05 کے حساب سے سرو سز، فنڈز اور جتنے بھی معاملات ہیں، جتنے بھی زندگی کے شعبے ہیں ان میں ہمارے صوبے کا حصہ ہو۔ لیکن جناب اپیکر! ایک قرارداد، پچھلی اسمبلی میں آپ ہمارے ساتھ تھے، ہم نے پاس کروائی تھی۔ اور ہمیں ہم نے صوبے کی ملازمتوں کے کوئی کے حوالے سے دعویٰ کیا تھا اور بعد میں گیلانی صاحب جب وزیر اعظم بنے تو انہوں نے وہ قرارداد منگوائی اور اس پر ہمارے صوبے کیلئے پانچ ہزار ملازمتیں کیں۔ بعد میں انہوں نے دیا نہیں تھوا بہت انہوں نے عمل کروایا۔ آج وہ پھر سرداخانے میں ہے۔ تو جناب! میں آپ کے توسط سے ہاؤس کے حوالے سے کہ زندگی کے ہر شعبے میں 9.05 کے حساب سے جو ہمارا حصہ بتاہے، مرکز کے تمام ڈیپارٹمنٹس اسکے علاوہ جو نیم خود مختار ادارے ہیں اور ان میں جو ہمارے صوبے کا حصہ ہے اسکو chalk out kindly کر کے ہمیں بتائیں۔ تاکہ ہمارے پروگرام لوگ، qualified جن کو جہاں وہ جاسکتے ہیں وہاں جا کے انکو jobs مل سکیں۔ تو یہ لیٹر آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے وہاں چلا جائے۔ اور ہم تمام دوست اسکو انشاء اللہ follow کریں گے تاکہ یہ due share ہمارے صوبے کے

لوگوں کوں کول سکیں۔ جناب اپیکر! میں پھر یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو دوست پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی بات کرنا چاہے، وہ ایسی ہو کہ اس سے پہلے کسی نے اس پر بات نہ کی ہو۔ ایک نکتہ جب ایک مرتبہ اٹھایا جاتا ہے، وقت فیتنی ہے جناب اپیکر! اگر میرے ذہن میں ایک نکتہ تھا اس کو کسی دوست مجھ سے پہلے اٹھایا ہے، it is enough ہمارے معزز ممبر ان کو پھر آپ اس چیز کا کہ یہ آچکی ہے دوسرا اگر ایسی کوئی بات ہوتا کہ ہمارے اس معزز ایوان کے وقت کی بحث ہو سکے۔ جناب اپیکر! جتنے نکات اٹھائے گئے ہیں ان میں بعض چیزیں ایسی ہیں جو process میں ہیں اور واقعات جو ہوئے ہیں، جیسے فاروقیہ مسجد کے حوالے سے وہ کہہ رہے ہے تھے یونیورسٹی کا واقعہ اس میں جو لوگ زخمی ہوئے تھے۔ بہت سے لوگوں کا علاج کروایا ہے۔ جناب اپیکر! آغا خان ہسپتال کو ہم کروڑوں روپے ادا کر چکے ہیں۔ سی ایم ایچ کو ہم ادا کر چکے ہیں اور جہاں تک معاوضے کی بات ہے یہ بھی ہم دینے کیلئے، ہماری صوبائی حکومت کی commitment ہے وہ دینے کے لئے ہم تیار ہیں۔ لیکن دفتری سے گزر کے جب آئینے انشاء اللہ تعالیٰ ہم جاری کر یں گے انہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اسکے علاوہ جناب اپیکر! پرائیویٹ جوادارے ہیں ہمارے صوبے میں جو کام کر رہے ہیں جو بھی کمپنیاں ہیں۔ جناب اپیکر میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اور ہم سب دوست اس ایک بات پر متفق ہوں۔ جناب اپیکر! میں ایسی ہی دوسریوں کی ایک کمپنی کا جوان نیشنل کمپنی ہے، ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں۔ وہ کمپنی ایک آئٹم tagamet گولی انڈیا میں وہ روپے میں بنائے اپنے لوگوں کو دے رہی ہے۔ اور وہ گولی ہم کوئی میں ایک سو تیس روپے میں، ایک سو بیس روپے زیادہ۔ تو جناب اپیکر! اس میں بیادی طور پر جو بھی کمپنی ہے، جس کے ساتھ ایگر یمنٹ ہے۔ اگرچہ یہ ایگر یمنٹ مرکز کرتا ہے لیکن مرکز کو آپ کی طرف سے ایسا کوئی letter ہو کہ ایسی ملٹی نیشنل کمپنیاں جو ہمارے صوبے میں یا ہمارے لوگوں کیلئے کام کر رہی ہیں یا انکی چیزیں ہم استعمال کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! ان کمپنیوں کا طریقہ کار ایسا ہونا چاہیے کہ ہمیں صوبے کے نمائندوں کو بھی بھٹک کے انکے ساتھ طے کیا جائے کہ جو ایٹم آپ internationally provide ہمارے ہمسایہ ملکوں میں جس قیمت پر وہاں اپنے عوام کیلئے وہی چیز اسی قیمت پر پہاں لے سکیں۔ خصوصاً دوسریوں کے حوالے سے zong کی بات آئی ہے وہ بھی اس صوبے میں کام کر رہی ہے پرائیویٹ کمپنی ہے پرائیویٹ کمپنیاں ایسی نہیں کہ وہ اس صوبے میں کام کر رہی ہیں انکو ہم پروٹکشن دے رہے ہیں اسکی جو سافٹ ویر کی لائنز ہم نے بچھائی ہے۔ ہم نے پیسے دیے ہیں

اور وہ ہمیں ایک سہولت مہیا کری ہے۔ اب سہولت مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ بعض دوستوں کے ذہن میں ہے کہ پرائیویٹ کمپنی ہے، وہ جانے اسکا کام جانے۔ پرائیویٹ کمپنی کے کام میں اس حوالے سے ہم دخل نہیں دینگے۔ لیکن jobs کے حوالے سے، ایک ٹیکنیکل قسم کی job ہے جس کے لئے اگر یہاں آدمی مہیا ہے ہوتا وہ جس کو لانا چاہیں لاسکتے ہیں۔ اب class iv میں یادوسری جو jobs ہیں جو ہمارے لوگ کر سکتے ہیں جو انکے ساتھ رہے ہیں۔ انکو بلا وجہ یہاں سے بھگانا انکو یہاں سے نکالنا اور انکی جگہ کہیں اور سے لانا، اسکے ہم مختلف ہیں۔ صوبائی حکومت کی حیثیت سے ہمارے لوگوں کے جو بھی due rights ہیں، ہم انکو defend کریں گے انکے لئے لڑیں گے۔ اور custodian of the House کی حیثیت سے اس حیثیت کو استعمال کرتے ہوئے ہم ان چیزوں کو اس بنیاد پر لیتے ہیں اور انشاء اللہ ہم مرکزی حکومت کو صوبائی حکومت کی حیثیت سے ان چیزوں پر لکھیں گے۔ اور انکو اس بات کا پابند نہیں کہ جو بھی ایگر یہ منٹ ہو اس میں فیدریشن کی حیثیت سے جو اس کی اکائیاں ہیں ان کے نمائندے موجود ہوں اور ان نمائندوں کی منظوری اور رضامندی سے وہ ایگر یہ منٹ ہوں تب جا کے یہ کام balance ہو جائیگا اور ہماری شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ اس کے علاوہ کسی دوست کا اگر کوئی point رہ گیا تو تحریک التوات ہے۔

جناب اسپیکر: جو ریچ انکابند کر دیا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): کیا بند کیا ہے؟

جناب اسپیکر: پولیس ریچ کو۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): ہاں اُس پر تو جناب اسپیکر! میں نے اُس دن ان سے کہا تھا۔ 2002ء کا جو پولیس Act تھامش روپ صاحب جو لے آئے تھے۔ بعد میں جو صوبائی حکومت آئی تھی اس نے اس Act کو ختم کر کے پرانا Act بحال کر دیا۔ اُس Act کے تحت جو انتظامی، سولیین انتظامی ڈھانچے بنتا ہے وہ ہمارے اور آپکے چھڈو یہ نہیں ہیں۔ تو اسوقت بھی پولیس کے جو عہدے ہو اکرتے تھے۔

جناب اسپیکر: ریچ کہتے ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): نام یاد نہیں ہے۔ اب انکو دوبارہ ڈی آئی جی کر دیا گیا ہے۔ ڈی آئی جی ڈویژن ہیڈ کوارٹر میں بیٹھا کریگا۔ اسکے علاوہ باقی جو چیزیں ہیں انکی آئی جی کے ساتھ تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔ اسیں دوستوں کی grievances یہ ہیں کہ وہ اس ضلع میں پولیس کے جو دفاتر ہیں وہ ختم

کریں گے۔ اور اس ضلع کی seniority، مثال کے طور پر کوئٹہ ڈویژن میں جو اضلاع آتے ہیں۔ چانگی، نوشکی۔ پھر اس سائیڈ پر قلعہ عبداللہ، پشین، کوئٹہ خود۔ انکا کہنا یہ تھا کہ جب ہماری پرموشن ہو گی ہم انکے ساتھ compete کریں گے۔ اور جس ضلع میں جو آدمی بھرتی ہوا ہے اُس ضلع کی competition list کے حوالے سے اسکی پرموشن ہو گی کوئٹہ سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہو گا۔ اور دفاتر ویسے کے ویسے ہی رہیں گے۔ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں ڈی آئی جی جو ہوا کرتا تھا، ہم پابند ہیں۔ یا تو ہم Act میں ترمیم کریں گے ان چیزوں کو دوبارہ بحال کروائیں گے اگر نہیں تو اسی ڈھانچے کو کھیں گے اس ڈھانچے کے تحت ہمارا جو کام ہو گا وہ اس طریقے سے ہو گا۔ تو قانون سب کے لیے ہے اور اُس قانون کی پابندی کرتے ہوئے جتنے بھی rights ہیں، اُس ضلع میں جتنے بھی کام ہیں وہ اسی طریقے سے جاری رہیں گے۔ البتہ ڈی آئی جی، ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں ہو گا۔ اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کے انچارج کی حیثیت سے تمام معاملات کو deal کرتا رہیگا یہ اس طریقے سے ہے۔

جناب اسپیکر: میں تھوڑا آپ کے نوٹس میں ایک چیز۔ جی غلام دشکیر بادینی۔

حاجی غلام دشکیر بادینی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں زیارت وال صاحب کا مشکور ہوں انہوں نے ٹھیک ٹھاک brief کیا۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! 2013ء کا یا اس میں ہمیں مزید amendment کی ضرورت ہے بجائے ہمیں آگے جانے کے ہم پیچھے انگریزوں کے دور 1961ء کے ایکٹ پر چلے گئے۔ مشرف آئے انہوں نے 2001ء کا پولیس ایکٹ پورے ملک پر لا گو کرایا۔ میری گزارش یہ ہے کہ کروڑوں روپے کی کالونی بن جائیں اور وہاں ڈی آئی جی صاحب کے لیے کروڑوں روپے کے وی آئی پی بنگلے اور بن جائیں۔ مطلب اتنا خرچ، پہلے سے ہمارا صوبہ اتنا غریب ہے اور ہمارے ارباب اختیار لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آیا اگر وہاں رہنے دیا جاتا خداخواستہ کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑتی۔ تو بجائے لوگوں کو relaxation کے۔ ابھی میں زیارت وال صاحب سے کہتا چلوں کہ 2005ء میں با قاعدہ رخ کا باتی ہمارے لیے جناب اسپیکر صاحب! کوئٹہ کا میں تو یہ نہیں کہتا ہوں کہ خداخواستہ انکو کوئٹہ آنے نہیں دیں گے یا انکو ڈنڈا دینگے۔ جہاں ڈیوٹی ہو ڈیوٹی کرنی ہے۔ لیکن ہمارے دور دراز کے لوگ ہیں ہمارے عوام ہیں زیارت وال صاحب کو بتاتا چلوں کہ چھ سات سو کلو میٹر دور سے۔ ان لوگوں کے خیر بعد میں انشاء اللہ بیٹھ کے انکے ساتھ مشورہ کر لیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں ایک point پر آنے لگا ہوں کہ abroad scholarship میرے خیال میں یونیورسٹی level سے شروع ہوا ہے۔ اسی میں ہمارے 60 اسٹوڈنٹس کو باہر

بھیجا گیا ہے۔ اور ہر اسٹوڈنٹس کا خرچہ پانچ سال کے لئے 1 کروڑ 20 لاکھ روپے ہے۔

جناب اسپیکر: پانچ سال کا؟

حاجی غلام دشمنی: جی ہاں پانچ سال کا۔ تو آئیں جو غریب بچے ہیں وہ بھی اسکا حقدار ہیں۔ میرے خیال میں اگر کسی غریب کے بچے کو باہر کچھ سیکھنے کے لیے موقع ملے وہ پانچ سال میں بہت کچھ gain کر کے آ جاتا ہے۔ لیکن آئیں یہ پتا چلا ہے کہ زیادہ تر ہمارے ماشاء اللہ۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: کھاتے پیتے گھرانوں کے لوگ۔

حاجی غلام دشمنی: جو سرپستی وغیرہ کی جاتی ہے، کھاتے پیتے گھرانوں کی یا جیسے عبدالجید خان اچکزئی صاحب نے کہا کہ کرپشن یا سفارش کلچر اور میرٹ کو نظر انداز کرنا۔ تو پہلے سابقہ دور میں اکثر کیا گیا ہے تو ابھی خیر ہم coalition گورنمنٹ کا حصہ ہوتے ہوئے یہی کوشش کریں گے کہ ساتھیوں کے ساتھ کچھ ہم share کریں کچھ وہ ہمارے ساتھ share کریں۔ تو آئیں گزارش یہ ہے کہ abroad scholarships میں کافی بچوں کو نظر انداز کیا گیا ہے جو حقدار ہیں۔ اور جو لوگ گئے ہیں کچھ سیکھنے کے لئے وہاں وہ بنس کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: بنس بھی کر رہے ہیں اور واپس بھی نہیں آتے۔

حاجی غلام دشمنی: جناب اسپیکر اودہ واپس آتے نہیں ہیں ان کے پاس گرین کارڈ ہے وہ اسی جگہ کے رہ جاتے ہیں۔ یہ ہمارے اپنے صوبے سے ہیں ابھی اس غریب صوبے سے جو 60 اسٹوڈنٹس گئے ہیں۔ تو یہ بچے بھی ہمارے ہیں پانچ سال میں اگر ایک بچے پر ایک کروڑ بیس لاکھ خرچ ہو جاتا ہے تو اس چیز کو بھی ہمیں check کرنا چاہیے کہ آیا ان 60 اسٹوڈنٹس میں سے کتنے واپس آئے ہیں؟ یا ان میں ڈگری ہولڈرز یا ڈپلومہ ہولڈرز کتنے ہیں؟ سفارش کے base پر چلے جاتے ہیں، صرف اور صرف nationality کے لیے۔ اسپیکر صاحب! میری گزارش ہے کہ اس کے لئے کوئی کمیٹی بنائی جائے۔ یہی یونیورسٹیز کے ہمارے اسٹوڈنٹس ہیں اسکو check کیا جائے۔

جناب اسپیکر: میں کرتا ہوں۔ عبدالجید صاحب! اپنی seat پر آ جائیں، ڈاکٹر حامد کی seat پر آپ بات نہیں کر سکتے۔ زیارت وال صاحب! کچھ چیزیں پھر آپکے نوٹس میں لاوں گا۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! ایک مہینہ گزر گیا ہے ڈاکٹر عبدالمناف ترین کام سلسلہ ابھی

تک حل نہیں ہوا ہے۔ ہمارے سارے hospitals میں ہڑتال ہے مریض پر پیشان ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ کاماٹیک آن ہے؟

جناب عبدالجید خان اچکزئی: آن کیا ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: عبدالجید خان اچکزئی صاحب کاماٹیک check کریں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! ڈاکٹر عبدالمناف انگو ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ کے ماٹیک میں تھوڑا fault ہے آپ ڈاکٹر صاحب کے ماٹیک پر آ جائیں۔

جناب عبدالجید خان اچکزئی: جناب اسپیکر! ڈاکٹر عبدالمناف کو انگو ہوئے تقریباً ایک مہینہ ہو گیا ہے یہ

میرے خیال میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ یا ایجنسیوں کو اسکی معلومات نہیں ہیں۔ ایک تھانے کے

ایس ایچ اوسے بھی آپ پوچھ لیں اسکو پتا ہے کہ میرے علاقے میں criminal کون ہیں اور کون کون لوگ کن

کن چیزوں میں involve ہیں۔ ڈاکٹر عبدالمناف نے تمیں سال اس صوبے کی خدمت کی ہے۔ بیس سال

hospital اور تقریباً دس سال سے پرائیویٹ پریکٹس کر رہے ہیں۔ اسکا خاندان پوری ڈاکٹر برادری

اور سارے hospitals بند پڑے ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے جناب اسپیکر! روزانہ اخبار میں آتا ہے کہ

سم ملا ہوا ہے اور سم سے انکا تعلق بتا ہے اور فلاں اس لوگ ہیں ہماری پارٹی کے رہبر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے

ملک کی ایجنسیاں اتنی competent ہیں انکو پتا ہے کہ کون کیا کر رہا ہے۔ ہم نے دیکھا ہوا ہے کل پیشین میں

ایک گھر پر چھاپا مارا۔ اور وہاں سے تمہارے پاس دوکلو مواد کہاں سے آیا اور دوکلاشتوف کیسے برآمد ہوئے۔ جب

آپ پیشین کی آبادی میں جاتے ہیں کسی گاؤں میں گھر آپ کو معلوم ہے تو اتنے بڑے والقے کا آپ کو علم کیسے نہیں

ہے۔ اور جناب اسپیکر! ایک دوسرا مسئلہ اس میں request یہ ہے سی ایم صاحب بھی نہیں ہیں ہمارے

ہوم ڈیپارٹمنٹ کا منسٹر بھی نہیں ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے صوبے کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ

لوگوں کو ایجنسیوں نے weapons را ہداریاں دی ہوئی ہیں۔ وہ تمام لوگ جو لائنس گھماتے

ہیں سب criminal activities میں involve ہیں۔ زمینوں کے قبضے، drugs اور قائمی دشمنیوں میں

involve ہیں۔ آپ ایک بندے کو گاڑی کی راہداری دیتے ہیں اور وہ لینڈ کروز را اور بڑی گاڑیوں میں پھرتا

ہے اسکی کیا category ہے؟ آخر اسکی شہرت کی وجہ کیا ہے وہ simple criminal ایک آدمی ہے زمینوں

پر قبضہ کرتا ہے۔ ہمارے شہر میں عام ہورہا ہے غریب لوگوں کے گھروں پر قبضے ہوتے ہیں۔ اور سارے وہ لوگ

جن کو ایجنسیوں کی راہداریاں مل رہی ہیں۔ ہم تو خوش تھے کہ ہماری coalition گورنمنٹ ہے۔ ہم خوش تھے ایکشن میں کہ واقعی اس ملک میں ایک پنجابی پرائم نسٹر آئیکا اور پنجابی پرائم نسٹر کی یہ بات تھی کہ فوج کا سیاست میں role نہیں ہونا چاہیے۔ اور میاں صاحب ہر بار یہ کہتے ہیں ہماری پارٹی کے لیڈر بھی یہی کہتے ہیں کہ ہم یہ کریں گے۔ اگر فوج کا سیاست میں role نہیں ہے تو اس صوبے میں ابھی تک یہ role ختم نہیں ہوا ہے۔ ابھی تک ہماری ایجنسیاں وہی ہیں آپ جا کر چاہئیوں میں دیکھ لیں وہاں آپ کو گاڑیوں میں لوکل اور criminal لوگ نظر آئیں گے انکے پاس weapons ہوتے ہیں۔ ہم a الممپی اے جاتے ہیں تو وہ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ کو چار گارڈز allowed ہیں پانچ نہیں۔ جناب اسپیکر! ہم ایجنسیوں کے خلاف نہیں ہیں انکا role اچھا نہیں رہا ہے۔ ابھی ہمارے صوبے کی جان چھوڑ دیں اور ڈاکٹر عبدالمناف والا مسئلہ جتنی جلدی حل ہو سکتا ہے اسکو حل کروادیں۔

Thank you sir-

جناب اسپیکر: زیارت وال صاحب! میری آپ سے ایک گزارش ہے، ٹریوری پنzer کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اپوزیشن ہے ہی نہیں۔ آپ ہم بانی کر کے ہر اجلاس سے پہلے پارلمینٹری گروپ کی جوانٹ میٹنگ بلایا کریں۔ جس میں ان چیزوں پر آپ بات چیت کریں اور ایک دوسرے کو اعتماد میں لیں پھر ہاؤس میں آئیں۔ ابھی سب سے زیادہ پوائنٹ آف آرڈر ز آپ نے نوٹ کیے جو ٹریوری پنzer کی طرف سے ہیں۔ یہ چیزیں آپ کو پارلمینٹری گروپ میں discuss کر کے پھر آگے بڑھنا چاہیے۔ دوسری گزارش آپ سے یہ ہے کہ ڈرگ ریگولیٹری اتحاری ہے پاکستان میں لیکن ہیلٹھ کی چیزیں ابھی آپ کے ہاتھ میں آگئی ہیں۔ آپ نے rules and regulations اور Act بنانے کے کام سے کم لیکس پر یہ فیکٹریاں کھولنے کی اجازت دیں۔ یہ چیزیں آپ عملی طور پر کرنی جیسے Government of India نے کیا ہے کہ لوگوں کو سنتی دوائیاں ملیں۔ یہ چیزیں آپ کو کوئی راستہ نہیں رہ پڑیں گے۔ ابھی ذمہ داری آپ ٹریوری پنzer پر ہے آپ حکومت ہیں۔ اسکے علاوہ پچاس میگاوات پروفاق نے کہا ہے کہ صوبے خود اپنے بھلی گھر بنائیں۔ ان چیزوں پر آ جائیں جن سے آپ کی اگلی نسل مستفید ہوں۔ آپ کو اپنی چیزیں ابھی جیسے ہمارے پیشوں بھائی کہتے ہیں اچل بندوبست کرنا ہے۔ اور ہم لوگوں کا کوئی راستہ نہیں رہ گیا please ان چیزوں پر نوٹ لیں۔ اور ہمارے جو بچے باہر گئے ہوئے ہیں اُنکی ادھر جنہوں نے بھی ضمانتیں دی ہیں۔ وہ بچے اگر واپس نہیں آتے 1 کروڑ 20 لاکھ روپے اگر خرچ ہو گئے ہیں تو وہ ضمانتیں ضبط کریں اور وہ پیسے جمع کرائیں اگر یہ آپ نے نہیں کیا تو یہ واپس نہیں آئیں گے۔ جی زیارت وال صاحب! یہ چھوٹا سا پھر

زری بینک والے پر آ جائیں گے۔ یا آپ مختصر کر دیں تو پھر زری بینک پر آ جائیں۔ ٹریڈری پیچر سب سے زیادہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے ہیں۔ میں اسی لیے کہہ رہا تھا پارلیمنٹری گروپ آپ میٹنگ کر کے یہ چیزیں طے کر کے آیا کریں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): شکریہ جناب اسپیکر۔ جو بات ابھی آپ نے دوستوں کے سامنے کی واقعتاً ان چیزوں میں مشاورت ضروری ہے اور ٹریڈری پیچر کی حیثیت سے ہماری جو ذمداداریاں ہیں اور اپوزیشن کی حیثیت سے دوستوں کی جو ذمداداریاں ہیں۔ ہم اپنی اپنی ذمداداریوں کو سمجھ کر اگر ہم آگے جائیں گے تو یہاں وقت بھی بچا سکیں گے اور مفید چیزیں بھی سامنے آئیں گی۔ اسکے علاوہ جناب اسپیکر! جو اسکالر شپ کی بات ہے تمیں بھی میں آپکے توسط سے پھر یہ گزارش کرتا ہوں کہ میرٹ کا جو سٹم ہے اس کو بدلنا چاہیے اور تمیں جو لوگ چلے جاتے ہیں۔ ٹیکلیٹ بانا سر ٹیکلیٹ کے ذریعے سے میں نہیں سمجھتا میں سیکرٹری کے پاس گیا تھا نوٹیفیکیشن جاری ہوا تھا۔ میں ایسے واقعہ سناتا ہوں نوٹیفیکیشن تھا تمیں لکھا تھا کہ ایک سے پندرہ گریڈ تک کے جو بھی سرکاری ملازم دورانِ ملازمت فوت ہو جاتا ہے اسکے بیٹے کو اسکے خاندان کو۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: لفیل، کوئی بھی خود لفیل ہو۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): اُسکو سروں پر لگانا یہ must ہے میں اُنکے پاس گیا یہ 7 جولائی 2013ء کا نوٹیفیکیشن تھا۔ میں نے کہا ہم تو یہاں موجود تھے rules کیسے change ہوئے اور اگر change ہوئے ہیں تو آپ لوگوں نے کوئی کمیٹی بنائی ہے؟ تو یہ گورنر کے پاس جاتے گورنر صاحب بھی اپنی اس پوزیشن پر تھے اس نے take over کیا تھا؟ تو وہاں سے بھی ایسے کوئی as such record نہیں ہے یہ کیسے ہوا ہے؟ جب اُسکو دکھایا تو اُس نے کہا، نہیں یہ ایسے ہی ہے۔ آج جو مجھے دیئے ہیں 2010ء کے تمیں یہ چیزیں نہیں تھیں۔

جناب اسپیکر: ہائی کورٹ نے پکھروانگ دی ہے وہ بھی منگوالیں۔ اس پر یہ طریقہ turn down کیا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر! بات یہ ہے کہ یہ چیزیں اس طریقے سے ہیں۔ یہ جعلی کارروائیاں فلاناں فلاناں۔ جب تک ہم صوبے کے طور پر فیڈرل کی ایک اکائی کی حیثیت سے۔ جب ہمارے نمائندے خود نہیں ہوں گے یہ چیزیں سنوارنے میں نہیں آ رہیں۔ اسکالر شپ پر لوگ جا رہے ہیں پتا نہیں معاهدہ کون کر رہا ہے۔ جب وہاں سے وہ ڈگری لیکر آتا ہے تو اسکے ساتھ یہ معاهدہ ہونا چاہیے اگر آپ ہمارے

صوبے میں، پی ایچ ڈی میں ہم پسیے آپ پر خرچ کر رہے ہیں یہ پسیے یہاں حساب کر رہے ہیں فیڈرل والے یا ہمارے اپنے۔ اب وہاں یہ تعلیم حاصل کر کے یا یہ مہارت حاصل کر کے اگر آپ صوبے میں خدمات نہیں دیں گے پھر ہم آپکی اس ڈگری کو null and void کر دیں گے۔ جب تک آپ صوبے میں واپس نہیں آتے اور یہاں اپنی خدمات نہیں دیتے۔ اور اس بنیاد پر انٹرنیشنل عدالت میں اگر کسی کے خلاف ہم کیسی بھی کریں تو ہم اس پر حق بجانب ہونگے۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے دوستوں نے جو نکات اس بنیاد پر اٹھائے ہیں۔ اگرچہ ظاہر ایہ نہیں چھوٹی چھوٹی چیزیں لگ رہی ہیں لیکن ہمارے مستقبل سے اس صوبے سے ان کا تعلق ہے۔ ایک تو ہمارے پاس پی ایچ ڈی والے ہیں ہی نہیں بمشکل اگر پانچ چھ پیدا ہو جاتے ہیں وہ بھی چلے جاتے ہیں یورپ، امریکہ اور مغرب کی چیزوں کو دیکھ کے پھر ہمیں بھول جاتے ہیں۔ تو انکو پابند بنانا گورنمنٹ کے طور پر میں نے یہ چیزیں نوٹ کی ہیں اسکے بعد اس طریقے سے کریں گے۔ اسکے علاوہ جناب اپیکر! محکمہ صحت اور بھلی کے حوالے سے۔ آپ نے ٹھیک کہا آپ نے پسیے بھی رکھے ہیں۔ یہ پسیے اگر کسی اور کمپنی کے ساتھ share کرتے تو کیا کیا ہم بن سکتے تھے۔ coal سے کتنا کر سکتے ہیں دوسرے جوانر جی کے ہمارے ذرائع ہیں اُن سے بھلی پیدا کرنے اور اٹھارویں ترمیم کے بعد صوبوں کے پاس یہ اختیارات آگئے ہیں کہ وہ اپنی چیزوں کو develop بھی کر سکتے ہیں بنا بھی سکتے ہیں اور آگے لے جاسکتے ہیں۔ تو بھلی اپنے طور پر ہم کر سکتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہم اُس پر عملدرآمد کریں گے اور ملٹی نیشنل کمپنیاں جن کی دوائیاں یہاں آ رہی ہیں انکو اس طریقے سے پابند کریں گے کہ وہ کیا کیا لاسکتی ہیں کتنا کر سکتی ہیں اسی میں یقیناً آپکی اور اس ایوان کی مشاورت سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے عوام کیلئے تمام چیزیں کریں گے۔

جناب اپیکر: thank you بابت صاحب! آپ تیاری کریں مورخہ 7 اکتوبر 2013ء کے اجلاس میں باضابطہ شدہ تحریک التوانہ 7 بابت زرعی بینک آف پاکستان کی جانب سے صوبہ کے مختلف اضلاع میں زمینداروں کے خلاف انتقامی کارروائیوں کا سلسہ اور گرفتاریاں جاری رکھنے پر بحث کی اجازت دی گئی تھی۔ ابھی بسم اللہ کریں جو جودوست اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام بھجوادیں۔ بسم اللہ کریں بابت صاحب یا آغازیات صاحب! آپ بات کریں گے۔

سید آغازیات علی: جناب اپیکر! جو سوال کنندہ ہے وہ بھی بڑا lengthy سوال کرتا ہے اور جواب دینے

والا ہے وہ بھی اتنا مبارکہ دیتا ہے کہ تین تین گھنٹے ضائع ہو جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: تھوڑا نہیں، صبر اور حوصلہ چاہیے ہوتا ہے۔ ٹریشوری پیپر میں اور زیادہ حوصلہ ہونا چاہیے۔

سید آغا میلت علی: جناب اسپیکر! ہم اسے اسمبلی کے قواعد و انضباط کا مرمریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک اتوکانوں میں۔

جناب اسپیکر: یہ تو پیش ہو گئی ہے اب اس پر بحث شروع کریں۔

سید آغا میلت علی: بات یہ ہے جناب اسپیکر! اس صوبہ میں خشک سالی کی وجہ سے جو مسلسل 14 سال تک خشک سالی کی لپیٹ میں رہا تھا میں ہمارے زمیندار سابقہ دور 2004ء میں، 31-12-2004 سے زرعی ترقیاتی بینک سے جو قرضے لیے تھے، ان پر کافی قرضے چڑھ گئے اور یہ قرضے جوانہوں نے لیے تھے وہ پورے بلوچستان کے تقریباً چھارب روپے تھے۔ جن میں سے تین ارب روپے principal amount کے اور تین ارب روپے interest کے تھے۔ جناب! پھر اس سلسلے میں اُس وقت کے ڈکٹیٹر جزل مشرف صاحب نے حب میں اعلان کیا تھا چونکہ صوبہ بلوچستان خشک سالی سے دوچار ہے لہذا ان لوگوں نے اُنکے سامنے یہ پیش کی تھی کہ یہ قرضے جس طرح پنجاب میں سیلا ب کے دوران یا اور واقعات ہوتے ہیں یا سندھ میں سیلا ب آتے ہیں، اسی طرح ہمارے قرضے بھی معاف کیے جائیں۔ جزل صاحب نے اُس وقت یہ قرضے معاف کر دیئے تھے اور آرڈر کیا تھا کہ 31-12-2004 تک جتنے بھی قرضے پانچ لاکھ روپے تک کے بشمول سود یہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ جناب والا! پھر اسے میں کچھ لوگوں نے مداخلت کی اور اسے صرف ایک آرڈر پاس کیا گیا اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے گوش گزار کروں کہ 14-11-2005 کو زرعی بینک، ڈویژنل مینیجر زرعی ترقیاتی بینک لمبڈ خضدار نے ایک آرڈر پاس کیا تھا۔ Subject: Recovery Relief Package 2005

announced by the President of Pakistan for Kalat District.

فلاٹ ڈسٹرکٹ کیلئے تھا۔ بدقتی یہ تھی کہ اُس وقت جو لوگ وہاں موجود تھے وہ اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں شاید وہ گواہی دیں کہ یہ پورے بلوچستان کیلئے تھا۔ یہ گواہ سے لیکر ڈوب تک اور نصیر آباد سے لیکر چمن تک جتنے قرضے لیئے گئے تھے اُن سب کو معاف کرنے کیلئے یہ اُن سے request کی تھی۔ لیکن اُس وقت پانہیں کن وجوہات کی بناء پر صرف فلاٹ کو include کیا گیا۔ اور اسے زرعی ترقیاتی بینک نے یہ لکھا کہ

To the borrowers of Zari Tarqiati Bank in Kalat District who

availed loans upto Rs.500000/- as of 31-12-2004 has been approved by the Bank's Board of Directors. توڈا ریکٹر زنے صرف قلات کیلئے یہ approved کیا ہے باقی پورے صوبے کا انہوں نے اسی طرح رہنے دیا ہے۔ اسکے بعد ایک آرڈر پھر زرعی ترقیاتی بینک نے کیا تھا جب جنگ مشرف صاحب ژوب تشریف لے گئے تھے اور وہاں انہوں نے اعلان کیا تھا کہ میں پھر اس پورے صوبے کا قرضہ معاف کرتا ہوں لیکن پھر بدقتی سے پتا نہیں کیا چیز آڑے آئی اور تمام صوبے کے قرضے معاف کرنے کی بجائے زرعی ترقیاتی بینک نے پھر 30-5-2006 کو ایک اور آرڈر Relief Package 2005 announced by the President issue کیا۔ وہ یہ کہ اس میں بھی تقریباً وہی تھا کہ loan upto Rs.500000/- as of 31-12-2004 in Zhob District. جناب اپیکٹر! یہ پھر بدقتی ہوئی کہ صرف دواضلاع ژوب اور قلات اسی میں include کیتے گئے۔ اسکے بعد جناب اپیکٹر! ہمارے لوگوں کو جن کو یہ آسرا تھا۔ drought پورے بلوچستان میں آیا تھا صرف ان دونوں میں نہیں۔ تو ہمارے سارے زمیندار جنہوں نے یہ قرضے لیتے تھے وہ اس آسرے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے صدر پاکستان نے یہ قرضے معاف کر دیئے ہیں لیکن بدقتی سے زرعی بینک کے کرتا دھرتا ہوں نے صرف ان دونوں ڈسٹرکٹس کے معاف کر دیئے پھر جناب اوزیرِ اعظم گیلانی صاحب نے بھی یہی کہا کہ میں اسی میں تین ارب روپے معاف کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس وقت کے وزیرِ اعلیٰ صاحب اسلام آباد تشریف لے گئے تھے۔ اور سننے میں یہ آیا This is off the record or on the record. ارب روپے جو interest کے ہیں یہ ہم waive-off کرتے ہیں۔ اور تین ارب روپے چونکہ بینکنگ کوسل آف پاکستان نے اس پر decision لیا ہوا ہے میں تین ارب روپے آپکو direct نقد دیتا ہوں۔ اب عالم الغیب کہ یہ تین ارب روپے کہاں غائب ہو گئے؟ گیلانی صاحب وزارت عظمیٰ کے بعد جب کراچی تشریف لائے تھے میں نے اُن سے پوچھا تو وہ بہن پڑے اور کہا جی میں نے جو وعدہ کیا تھا وہ میں نے پورا کر دیا آگے وہ کچھ نہیں بولے۔ یہ صورتحال ہے جناب اپیکٹر! اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹوٹل چھارب روپے تھے۔ یہ principal amount تین ارب روپے تھی سارے بلوچستان کی یہ 31-12-2004 تک۔ اب اس میں سے ژوب ڈسٹرکٹ اور قلات ڈسٹرکٹ کے تو قرضے معاف ہو گئے جناب! پھر اسکے

بعد پیشین، خضدار، نصیر آباد تمام ضلعوں سے کچھ لوگوں کو گرفتار کیا گیا ہے۔ کچھ سفید پوش جنکے پاس پیسے تھے انہوں نے ان پیسوں کو clear کر دیا۔ جناب اسپیکر! اب میرے خیال میں بینک صرف یہ چاہتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ منافع بلوجستان کے ان غریب زمینداروں سے اکٹھا کریں۔ اسکی روپورٹ ہی نہیں دیتا کہ actual principal amount 31-12-2004 تک کتنی ہے؟ وہ بتانا ہی نہیں چاہتا چاہیے اُسکو تو یہ تھا کہ وہ بلوجستان کے عوام کو بتاتا کہ 31-12-2004 جبکہ قلاتِ ثروب اور کچھ لوگوں نے جنہوں نے پیسے ادا کیئے ہیں، یہ ہونے کے بعد بقايا لکنی principal amount رہتی ہے؟ تین ارب روپے اس وقت تھے۔

آن میں سے ڈسٹرکٹِ ثروب اور قلاتِ نکل گئے اور نصیر آباد، پیشین اور باتی اضلاع کے کچھ لوگوں نے یہ پیسے ادا کیئے تھے وہ ان سے نکال کر کے اس وقت میری calculations کے مطابق صرف ایک ارب کم و بیش بلوجستان کے زمینداروں پر بقايا ہے۔ آپکو ایک بات بتاتا چلوں کہ بینکنگ کو نسل آف پاکستان کا جواہлас ہوتا ہے اُسیں ہر دفعہ ہر اندھڑی کو پچاس پچاس ارب روپے interest کے معاف کیئے جاتے ہیں۔ That is

یہ قومی اسمبلی اور سینٹ کریکارڈ پر ہے۔ اور اسکا آپکو بھی اچھی طرح علم ہے کہ یہ رقومات وہ کس طرح ادا کرتے ہیں؟ یہ کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ principal amount کو رہنہ دیا جاتا ہے tact یہ ہے کہ سب سے پہلے waive-off interest کیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں چونکہ اُسیں بینک کا فائدہ ہے بینک کو principal amount مل رہی ہے اور waive off interest کو کر دیتے ہیں۔ ایک مہینے کے بعد پھر بینکنگ کو نسل آف پاکستان کی میٹنگ ہوتی ہے اور اُسیں پھر یہ اپنا case present کرتے ہیں۔ اور پھر principal amount یا actual amount یا waive-off ہو جاتی ہے۔ لیکن بد قسمتی کیا ہے ہمارے یہ غریب زمیندار جو جھل مگسی، نصیر آباد، لورالائی، پیشین، خاران اور نوشکی میں رہتے ہیں ان لوگوں کو یہ طریقہ پتا نہیں ہے۔ جب ہم loan لیتے ہیں تو ہم سے رشتہ لی جاتی ہے اُسیں پانچ پرسٹ ہم سے کاٹے جاتے ہیں اُسکے بعد ہمارے اوپر interest ٹھوپا جاتا ہے۔ پھر ہمیں دھمکی دی جاتی ہے اور گرفتار کیا جاتا ہے یہ بالکل on the record ہے کہ اس وقت زرعی ترقیاتی بینک صرف بلوجستان میں کرپشن کا گڑھ ہے۔ یہ سندھ میں صحیح کام کر رہا ہے یہ وہاں گئے والوں کو صرف قرض دے رہے ہیں۔ اسوقت پاکستان میں سب سے زیادہ منافع sugarcane کی ملزمانی ہیں۔ آپ یہ سن کر جیران ہونگے کہ پچھلے سال اسی زرعی ترقیاتی بینک نے سندھ اور پنجاب کی sugarcane کی فیکٹریوں کے

چهارب روپے معاف کر دیئے تھے وجہ کیا تھی؟ چونکہ sugarcane مہنگا ہے یہ ہماری دسترس سے باہر ہے اور انہوں نے مل ملا کر کے یہاں معاف کروائے۔ جناب اسپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ یہ وجوہات جو میں نے آپ کو بتائیں facts, that's original facts، یہ بالکل صحیح ہے لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے اس ایوان کے توسط سے میں جناب منسٹر صاحبان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ فوراً تمام تحریکیں اور ڈیسیز سے یہ کہیں کہ وہ زرعی بینک کے اس آرڈر کو honour نہیں کریں۔ اور یہ بلوچستان کے ان غریب زمینداروں کو گرفتار نہ کریں اور پھر یہ مسئلہ فیڈرل گورنمنٹ اور بینکنگ کو نسل آف پاکستان میں اٹھایا جائے۔ کہ جب پنجاب کی sugarcane کی ملوں کے چهارب روپے آپ ایک سال میں معاف کر سکتے ہیں بلوچستان کے ڈیڑھ ارب روپے آپ کیوں نہیں معاف کر سکتے۔ یہاں سیلا بحد سے زیادہ آیا ہے قحط سامی آئی ہے۔ یہاں کے لوگ غریب ہیں یہاں زمینداری نہیں ہے۔ بھلی ہمیں نہیں مل رہی ہمارے کاشتکار ہمارے زمیندار تباہ ہو گئے ہیں ہمارے باغات تباہ ہو گئے ہیں یہ سارے facts ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ یہاں سے ایک مشترکہ letter بینکنگ کو نسل اور زرعی ترقیاتی بینک کو move کریں اور ساتھ ہی میری صوبائی حکومت سے یہ استدعا ہے کہ تمام ڈسٹرکٹ کے D.C's سے کہا جائے کہ زرعی قرضوں کے حوالے کسی بھی غریب زمیندار کو گرفتار نہیں کیا جائے۔ بڑی مہربانی جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ سردار صاحب بھوتانی صاحب! Please take the floor.
سردار محمد صالح بھوتانی: Thank you Mr.Speaker. ةبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان کے قرضوں کے بارے میں جو تحریک پیش ہوئی ہے۔ جناب والا! لیاقت آغا صاحب نے اُس figures کے ساتھ تفصیلی بات کی۔ میں اسیں یہ گزارش کروں گا کہ جب آئے تھے تو ان سے صرف اسی ضلع کیلئے نہیں بلکہ پورے صوبے کے جو غریب کاشتکار ہیں اُنکے قرضے معاف کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ اور اسکے بعد پرویز مشرف صاحب بعد الزوب کے دورے پر یہی استدعا دوبارہ دہرائی گئی۔ اور کوئی میں بھی اس بات کو اُنکے سامنے لا یا گیا تھا اور انہوں نے اُس وقت بھی ان قرضوں کو معاف کرنے کا اعلان کیا۔ اور اس اعلان کے نتیجے میں تمام زمینداروں نے بھی سمجھا اور محسوس کیا کیونکہ صدر پاکستان نے یہ قرضے معاف کیئے تھے، تو اُس وجہ سے سب آرام سے بیٹھ گئے کہ جی ہمارے قرضے معاف ہو گئے اور اب ہمیں کسی پریشانی کی ضرورت نہیں۔ اُسکے بعد جب گلیانی صاحب آئے تو یہی بات دوبارہ اُنکے سامنے دہرائی گئی اور انہوں نے پھر وہی بات کی

جس طرح آغا صاحب نے کہا میں اُسکی repetition میں نہیں جاتا۔ اُسکے بعد ہمارے صوبے پر جو حالات گزرے ہیں ہمارا انحصار یا تو بارش پر ہے بارانی زمینیں ہیں یا تو بجلی ہے یا نہری نظام، نصیر آباد کا نہری علاقہ ہے۔ بارشوں کا یہ عالم ہے کہ اگر برستی ہے تو ایسی برستی ہے کہ پھر سب کچھ بہا کے لے جاتی ہے اور زمیندار کیلئے کچھ نہیں بچتا اُنقدر خیز اس زمین کو ہموار کرنا پڑتا ہے۔ اگر بارشیں نہیں ہوتیں تو قحط سالی پڑتی ہے اور اسیں بھی پھر اللہ کا کرم ہے کہ اُس زمیندار کیلئے کچھ نہیں ہے۔ اور ماشاء اللہ اب بجلی کا یہ حال ہے میرے خیال میں ایک پیٹھا چلانے کیلئے بھی لوگ ترستے ہیں اور یہاں زمینداروں کے بڑے بڑے باغات تباہ ہو گئے ہیں یا تو ہم نے خود اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا ہے اور دیکھ رہے ہیں کہ زمیندار اپنے باغات کاٹ دیے ہیں یا تو کچھ لوگوں نے مجبوراً ڈیزیل جزیرہ زرکھ کے اپنے درختوں کو زندہ کیا ہوا ہے وہ no profit no loss پر چل رہے ہیں۔ آپکے نصیر آباد کو بھی اُسکے پانی کا share نہیں ملتا۔ وہاں زمینداروں کا جو حال ہے جناب اپنیکر! آپ خود وہاں کے زمیندار ہیں آپ کو پتا ہے کہ وہاں کی کیا حالت ہے۔ اب وہ قرضہ بڑھ بڑھ کے میرے خیال میں ایک کا دس ہو گیا ہے اگر کسی نے ایک لاکھ لیا ہے تو وہ اب دس لاکھ ہو گئے ہیں۔ بچھلی گورنمنٹ میں یہ بھی اعلان ہوا تھا کہ بینکوں کے قرضوں کیلئے کسی کو بھی گرفتار نہیں کیا جائے اور ان سے وصولی کیلئے کوئی طریقہ کار کیا جائے یا اُنکے guarantor سے یا ان سے تاکہ وہ وصولی ہو جائے لیکن اُنکو گرفتار نہیں کیا جائیگا۔ اب یہ عالم ہے میرے خیال میں دو دو لاکھ لینے والوں کے چودہ چودہ لاکھ روپے ہو گئے ہیں یہ چیزیں زمینداروں نے میرے علم میں لائی ہیں۔ اب چودہ لاکھ اس بجلی کے بھر ان اس قحط سالی اور ان حالات میں کون دے سکتا ہے۔ جبکہ بڑے بڑے صنعتیکار جن کو بڑے بڑے منافع بھی ملتے ہیں اور وہ بینکنگ کو نسل آف پاکستان سے پچاس پچاس کروڑ ایک لسٹ میں، اب تو اب تک جی وہ معاف کروالیتے ہیں۔ اور یہاں بلوچستان کے غریب لوگ ہیں۔ اور اس وقت بلوچستان میں، اللہ رحم کرے بہت ہی مشکلات اور پریشان گن حالات ہیں۔ اس لئے میری یہ استدعا ہے اور اس ہاؤس کی استدعا ہے ہمارے C.M صاحب صوبائی حکومت اسکو priority پر کر کے کیونکہ اس سے ایک عام آدمی متاثر ہو رہا ہے۔ میں صرف یہ آپ کو بتاتا ہوں میرا ایک رشتہ دار ہے جس نے تین لاکھ لیئے تھے اب وہ چودہ لاکھ ہو گئے ہیں میں نے جتن کر کے اسکو گرفتاری سے بچایا ہے کہ بھی ہم کروادیں گے لیکن اسکو گرفتار نہیں کریں وہ سفید پوش آدمی ہے اُسکی عزت کا خیال رکھا جائے ہر سفید پوش عزت دار آدمی ہے۔ ہماری نظر میں ہر ایک کی عزت نفس ہے تو کسی کی عزت نفس مجروح نہیں ہونی چاہیے اور بلوچستان کے حالات کو

دیکھتے ہوئے بلوچستان حکومت اس میں پورے efforts کرے اور پرائم فنڈر صاحب اور وفاقی حکومت سے بات کر کے یہ قرضہ جات جو principal amount ہے اتنی نہیں ہے کہ حکومت اسکو برداشت نہیں کر سکتی۔ وفاقی حکومت وہاں بہت بڑے بڑے بوجھ برداشت کرتی ہے اگر اس صوبے کیلئے ایک محبت کا ثبوت دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کیلئے بھی ایک اچھا تاثر ہوگا اور غریبوں کو اس سے بڑا relief ملے گا۔ تو میری گزارش ہے کہ یہ ایوان بھر پور طریقے سے اس قرارداد کو پاس کرے اور صوبائی اور وفاقی حکومت اسکا نوٹ لیکر غریبوں کو اس مصیبیت سے نجات دلائیں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: سردار اسلام بزنجو صاحب۔

سردار محمد اسلام بزنجو: جناب اسپیکر! زرعی قرضوں کے نوٹیفیکیشن کے حوالے سے آغا صاحب اور سردار صالح بھوتانی صاحب نے تفصیلی باتیں کیں جن سے میں متفق ہوں۔ ہمارے خضدار ڈسٹرکٹ میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جس نے زرعی بینک سے تین لاکھ تک کا قرضہ لیا ہو، میں ہزار پچاس ہزار زیادہ سے زیادہ ایک ٹریکٹر جس کی قیمت تین لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ اور زرعی بینک والے ان لوگوں کو ڈھونڈ کر لے آتے تھے ایسے غریب لوگوں کو جن کی زمینیں تھیں کتوں نیاں اُنکے نام تھیں وہ انکو بولا کر کے کہ جی ہم آپکو پچاس ہزار روپے قرضہ دیں گے۔ اور جناب اسپیکر! آپ حقیقت دیکھیں کہ وہ پچاس ہزار روپے میں سے بیس پچیس ہزار وہ لے جاتے تھے پچیس ہزار اُس زمیندار کو دے دیتے تھے۔ اور ایسے لوگ ہمارے علاقے میں ہیں کہ اگر انکے گھروں کو جلا کیا جائے تو انکو سو روپے کا نقصان بھی نہیں ہوگا غریب لوگ ہیں۔ پاکستان کے جتنے سیاستدان ہیں جو ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہیں کسی پر زرعی قرضہ نہیں ہے کیونکہ ہمارے کاغذات reject ہوتے تھے۔ بڑے لوگوں کو زرعی قرضہ نہیں دیتے جو قرضے ہیں وہ انتہائی غریب لوگوں پر ہیں اور جنہوں نے پچاس ہزار یا ایک لاکھ لیا ہے وہ بھی آدھا بینک والے کھاجاتے تھے آدھا انکو دیتے تھے۔ ابھی جو position ہوئی ہے کہ کوئی اُدھران سارے لوگوں کو جیل بھینے نہیں دے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہتر یہی ہے جیسے کہ ہم اخبارات میں دیکھ رہے ہیں ہم سن رہے ہیں کہ پنجاب کے فلاں چوہدری صاحب کے اٹھارہ کروڑ روپے معاف ہو گئے فلاں اس کے اتنے ارب روپے معاف ہو گئے۔ لیکن بلوچستان میں پانہیں انکو کیا ہے؟ جب مشرف نے خود گواہ میں ٹوپ میں اعلان کیا تھا تو صرف دو ڈسٹرکٹس کے ختم کر دیجے باقی اسی طرح ہیں۔ زمینداروں کے پاس کچھ نہیں ہے وہ کہاں سے دیں گے؟ یہ بہت ہی اہم issue ہے۔ میاں صاحب سے اس سلسلے میں بات کرنی چاہیے۔ اور بلوچستان کے ایم این اے اور

سینئر زدہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں تو ان پر حیران ہوں۔ جیسے ابھی زیارتِ ال صاحب نے کہا کہ جی وہاں ہماری ملازمتوں کا جو کوٹھے ہے وہ بھی ہمیں نہیں دے رہے ہیں۔ ہمارے پندرہ بیس ایم این ایزا اور سینئر زادھر بیٹھے ہوئے ہیں انکو پتا نہیں کیا ہے وہاں کوئی بات نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں اس وقت اس اسمبلی میں جتنی بھی پارٹیاں ہیں انکے پار لیماں نما سندے اسلام آباد جا کے اپنے ایم این ایزا اور سینئر ووں کو بولیں کہ بھی ہمارے زرعی قرضے، ملازمتوں کا کوٹھے، بھلی کا مسئلہ اور این ایجے کے ساتھ ہماری روڑوں کا مسئلہ حل کروائیں۔ اکڈا وہاں انہوں نے کوئی اخباری بیان دے دیا لیکن ہمارے بلوچستان کے جواہم issues ہیں ان کو کسی نے بھی نہیں اٹھایا ہمیں انتہائی دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ اور ہمیں ان سے احتجاج بھی کرنا چاہیے کہ بھی آپ لوگوں کو ہم نے مرکز بھیجا ہے آپ لوگ اُدھر بات کریں آپ وہاں بائیکاٹ کریں کہ یہ چند issues ہیں۔ سفارتخانوں میں بلوچستان کا ایک آدمی بھی سفیر نہیں ہے۔ وہاں ہماری تراردادوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم issue ہے۔ انکو اگر جیل بھیج دیں گے تو ان سے ایک آن بھی وصول نہیں ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ انکو معاف کیا جائے جیسے کہ مشرف صاحب نے اعلان کیا تھا وہ ایک ڈکٹیٹر تھا اُس نے معاف کر دیا تھا۔ ابھی انکو کیا ہے عوام اور جمہوریت کا یہ نام لیتے ہیں عوام کی بات کرتے ہیں غریب کی بات کرتے ہیں۔ اگر وہ ان قرضوں کو معاف کر دیں انکی کتنی عزت ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے ہمیں اپنے سینئر زادھر ایم این ایزا کو اعتماد میں لینا چاہیے اور جب یہ حضرات غلطی سے بلوچستان تشریف لے آئیں اگر یہاں انہوں نے کابینہ کی میٹنگ بلائی ایم پی ایزا سے پرائم منظر نے ملاقات کی تو یہ issue ہم اُدھر اٹھائیں کہ جناب آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ تو غریبوں اور چھوٹے کاشکاروں کی بات تو کرتے ہیں انکا یہ مسئلہ حل کر دیں۔ ہم سب کا ایک ہی موقف ہو۔ بہت مہربانی۔

جناب اپیکر: شکریہ مہربانی۔ منظور صاحب! نماز کیلئے تین چار منٹ رہ گئے ہیں وقفہ کر دیں یا آپ بولیں گے؟

جناب منظور احمد خان کا کڑ: شکریہ جناب اپیکر۔ جیسے کہ لیاقت آغا صاحب اور دیگر دوستوں نے اس پر تفصیلًا بات کی۔ مسئلہ صرف ژوب اور فلات کا نہیں بلکہ پورے صوبے کا ہے۔ جناب اپیکر! اکتوبر 1997ء سے لیکر 2005ء تک صوبے میں خشک سالی رہی۔ پورے ملک میں جہاں جہاں پر تھے۔

(آذان ہو رہی ہے۔ خاموش)

جناب اپیکر: منظور کا کڑ صاحب! Please take the floor.

جناب منظور احمد خان کا کڑ: شکریہ جناب اپیکر صاحب۔ زرعی بینک کے حوالے سے جو تحریک التو آئی ہے اس پر دوستوں نے تفصیلًا بحث کی۔ جناب اپیکر! اکتوبر 1997ء سے لیکر 2005ء تک صوبے میں جو خشک سالی چلی اُسکی وجہ سے جو نقصانات صوبے میں کاشتکاروں اور زمینداروں نے اٹھائے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ جناب اپیکر! پورے صوبے میں پچاس لاکھ کے قریب درخت کاٹے گئے ہیں اُسی میں بڑے زمینداریا کاشتکار جو بھی تھے نقصانات پورے صوبے کے حوالے سے ہیں۔ ہمارے صوبے کے ستر اسی فیصد لوگ زراعت سے وابستہ تھے پچھلے پندرہ سو لہ سالوں میں جو نقصانات ہوئے ہیں اور اس دوران تقریباً تین چار ہزار کے قریب ٹیوب ویز خشک ہو گئے ہیں۔ صوبے میں جتنی کاریزات اور چشمے تھے سب خشک ہو گئے ہیں۔ جناب اپیکر! اسکے ساتھ ساتھ ہمارے مال مویشی جنکی زراعت سے وابستگی تھی پورے صوبے میں 1 کروڑ 25 لاکھ کے قریب مویشی تھے جن میں سے تقریباً 75 لاکھ خشک سالی کی زد میں آکر مر گئے۔ جناب اپیکر!

پورے صوبے میں ایگر لیکھر کے حوالے سے زمینداروں کے حوالے سے 6 سوارب سے زیادہ کے نقصانات ہوئے ہیں۔ اس حالت میں اگر ہم دیکھیں، ایک تو خشک سالی کی وجہ سے زمینداروں کے جو نقصانات ہوئے وہ فصلیں ہو ہی نہیں سکتیں وہ باغات ابھی ہیں نہیں نہ ہم وہ زمینداری کر سکتے ہیں۔ یہاں جتنے بیٹھے ہوئے ہیں ان میں سے آدھے کا تعلق زمینداری سے ہے۔ پہلے تو خشک سالی کی وجہ سے پھروادا کی وجہ سے جب فصلیں تیاری کے مراحل میں ہوتی ہیں تو بھلی کا بحران انکے اوپر آ جاتا ہے اُسکی وجہ سے بھی نقصانات ہوئے ہیں۔ اب ان حالات میں ایک کاشتکار ایک زمیندار جس کا باع پہلے سالانہ 50 لاکھ یا ایک کروڑ 10 لاکھ کا بکتا تھا اس وقت وہ اپنی سفید پوشی چلاتے تھے اب وہ چیزیں نہیں ہیں نہ ان کا کوئی اور کاروبار کوئی اور آمدن ہے۔ تو جناب اپیکر!

اس حالت میں وہ قرضے کیسے دے سکیں گے؟ تو جناب اپیکر! کیا پورے صوبے میں صرف قلات اور ژوپ ممتاز ہوئے ہیں جنکو exempt کر رہے ہیں۔ جناب اپیکر! ہم کہتے ہیں کہ سارے اصلاح اسی میں آ جائیں جیسے یہ دونوں اصلاح کا نوٹیفیکیشن ہوا ہے 2006ء میں دو فتح جیسے دوستوں نے کہا کہ یہ قرضے ختم کیئے جائیں آیا یہ قرضے کیوں ختم نہیں ہو رہے ہیں؟ جبکہ پنجاب کی بھی مثالیں دوستوں نے دیں۔ جناب اپیکر! پنجاب میں 70 لوگوں نے 4 ارب 24 کروڑ روپے کے قرض لیے تھے ان کے وہ قرضے معاف کئے گئے۔ یہاں 10 ہزار لوگوں نے 3 لاکھ سے لیکر پانچ لاکھ تک کے قرضے لیے ہیں اب وہ سود کے ساتھ تقریباً 20 سے 30 لاکھ تک پہنچ

گئے ہیں وہ دے نہیں سکتے۔ جناب اسپیکر! لہذا جو principal amount ہے جیسے دوستوں نے کہا کہ وہ 3 کروڑ ہے اور سود کے ساتھ 6 ارب بن جاتی ہے۔ تو جناب اسپیکر! لوگوں نے ہم پر اعتماد کر کے ہمیں ان ایوانوں میں بھیجے ہیں اس لئے کہ اُنکے جو مسئلے مسائل ہیں وہ ہم انہی فورم سے حل کریں۔ آپکے توسط سے ہمارے منسٹر صاحبان مبیٹھے ہوئے ہیں ہم وزیر اعظم سے بات کریں کہ جو procedure چل رہا ہے یہ پورے صوبے کیلئے ہونا چاہیے صرف دو اضلاع کیلئے نہیں۔ جناب اسپیکر! اس پر باقی دوست بھی بات کریں گے میری یہی گزارش ہے جیسے دوستوں نے کہا کہ اس پر آگے بات ہونی چاہیے۔ کم سے کم ہم ایک اقدام اٹھا سکیں کہ اس میں گرفتاریاں نہ ہوں۔ جب تک ہم مرکز کے ساتھ negotiation کریں، فی الفور گرفتاریاں نہ ہوں۔ thank you

جناب اسپیکر: thank you جی۔ غلام دشمنیر بادینی صاحب۔

حاجی غلام دشمنیر بادینی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ زمینداروں کے حوالے سے جیسے دوستوں نے بات کی میں اُن سے اتفاق کرتا ہوں۔ جیسے سردار صاحب اور منظور کا کڑ صاحب نے کہا جناب اسپیکر! ہمارا زمیندار طبقہ صوبے میں بھلی اور لاءِ اینڈ آرڈر کے حوالے سے یا ہر روز ٹاؤن اور زارڈائے جاتے ہیں اُنکی وجہ سے پہاہو ہے۔ جیسے منظور کا کڑ صاحب نے کہا کہ وہ اپنی سفید پوٹی برقرار رکھنے کیلئے چھپتے پھر رہے ہیں۔ ہمارا زرعی بینک، میں سفید ہاتھی کی مثال دونگا کہ یہ ایسا بینک ہے آج تک ہم نہیں سنائے کہ اس نے زمینداروں کو کوئی ریلیف دیا ہو اور یہ بھی نہیں سنائے کہ اگر کسی زمیندار نے اپنا قرضہ جمع کرایا ہو تو اُس زرعی بینک نے بطور تخفہ کسان کی حیثیت سے کوئی پالیسی یا ٹریکٹر یا کوئی اور چیز گفت کی ہو، نہیں۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ایم این اے اور سینیٹر صاحبان صرف اور صرف اسلام آباد کے ہو کے رہ گئے ہیں۔ جیسے منظور کا کڑ صاحب نے کہا کہ لوگوں کی ان سے بڑی توقعات ہیں۔ جناب اسپیکر! ہمارے نو شکی کا بھی زمیندار طبقہ زرعی بینک سے پوری طرح متاثر ہے۔ جناب اسپیکر! میں ایران کی مثال دوں کہ وہاں اگر کوئی زمینداری کے لئے ٹیوب ویل لگاتا ہے میرے خیال میں اُس کو فوراً ٹریکٹر، seed اور جو بھی زمینداری کی چیزیں ہیں اُسکو مل جاتی ہیں۔ ہمارے یہاں بجائے دینے کے لینے پڑ جاتے ہیں یہاں زمیندار جب تک زندہ ہیں وہ قرض اور اسکے سود سے چھکارا حاصل نہیں کر پاتے۔ ہمارے علاقے میں ایک زمیندار جس نے زرعی بینک سے ٹریکٹر لیا تھا وہ فوت ہو گیا بعد میں زرعی بینک والے اس کے گارنٹر کے پیچھے پڑ گئے کہ اُس وقت آپ نے sign کیے تھیکہ فلاںے زمیندار کو ٹریکٹر

دیا جائے آپ گارٹر تھے وہ تو مر گیا ب آپ نے یہ پیسے جمع کرنے ہیں، تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہاں زرعی بینک کو اتنی چھوٹ دی گئی ہے کہ ہم مسلمان یہاں اسلامی ملک میں رہتے ہوئے سودا رسود پر ہمارا کام چلتا ہے۔ اللہ معاف کرے بینکوں میں اگر پیسے جمع کرائے جاتے ہیں تو کچھ ایسے والدین ہیں وہ فخریہ کہتے ہیں کہ ہمارے بیٹے نے saving میں پیسے جمع کرایا ہے، اتنے کروڑ monthly profit ملتے ہیں۔ جناب اپیکر! بحیثیت مسلمان ہم سب پر فرض ہے سود کے پیسے saving یا دوسرے، تیرے جو بھی ہے، مولوی صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں سب سے چھوٹے درج سود کا گناہ ایسا ہے جیسے نعوذ باللہ اللہ پاک کے گھر خانہ کعبہ کو شہید کیا جائے اُس پر اللہ پاک اتنا ناراض نہیں ہوتا جتنا سود کا کاروبار کرنیوالے پر ہوتا ہے اس کیلئے سخت ترین سزا ہے۔ تو جناب اپیکر! میں صرف یہ آپ کے اور اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہوں گا، جیسے سردار صاحب نے کہا کہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ آیا ہم coalition government میں ہوتے ہوئے اسلام آباد تک نہیں جاسکتے؟ یا ہم اپنے لوگوں کی آواز یا اُنکے مسائل، جیسے سیٹریز صاحبان ہیں یا ہمارے ایم این اے صاحبان کو چاہیے کہ وہ قومی اسمبلی اور سینٹ میں پیش کرتے۔ لیکن اس کیلئے سردار صاحب نے یا دوسرے دوستوں نے جو بات کی۔ میں بالکل جناب اپیکر صاحب! اپنی طرف سے بھر پور تعاون کی یقین دہانی کرتا ہوں۔ اور coalition government کا مقصد بھی یہی ہے چاہیے اُنمیں plus ہمارے اپوزیشن کے بھائی اور ہمارے فسٹریز صاحبان بھی بیٹھے ہوئے ہیں اس کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے اُن کیلئے آپ کام کریں جو چکی میں پیسے ہوئے ہیں۔ مفادات اپنی جگہ پرباتی ایسی کمیٹی بنائی جائے جو direct اسلام آباد جا کر ان مسئللوں کو اٹھائے جو ہمارے زمیندار بھائیوں پر قرضے ہیں کوشش کریں جلد از جلد، جب بندہ مر جاتا ہے تو زرعی بینک اُسکے گارٹر کے پیچے پڑ جاتا ہے، بجلی نہ ہونے کے برابر ہے لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال انتہائی خراب ہے زمیندار صرف اور صرف نام کے زمیندار رہ گئے ہیں تو اس کیلئے جب قرارداد لائی گئی ہے تو اسکو ہم سب اپنادر دسر صحیح کیں کہ یہ ہمارے پورے صوبے کا مسئلہ ہے آیا اس کیلئے ہم کیا کر سکتے ہیں؟ اور ہم اسلام آباد جا کر وہاں سے لوگوں کو کیا خوشخبری دلا سکتے ہیں؟ تو جناب اپیکر! میں آخر میں اپنی طرف سے بھر پور تعاون کی یقین دہانی کرتا ہوں اور اپنے دوستوں سے request کرتا ہوں کہ صرف لفظوں یا تاریخوں سے نہیں جلد از جلد ایک کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہ جا کے یہ قرضے معاف کرائے۔ شکریہ جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: کافی speakers رہتے ہیں میری گزارش ہے کہ پانچ سے سات منٹ میں اپنی دلائل دے

دیں۔ آخر میں زیارت وال صاحب کے ذمہ ہو گا تو اُس میں میں اپنی input بھی دے دوں گا کہ پھر راستہ لٹکے۔ میں نے پہلے بھی آپ کو مثال دی 1998ء کے آخر میں ہم پورا House، جب میں CM تھا۔ ٹیوب ویلوں کے چار جز fix کرنے کیلئے گئے تھے اُس وقت بھی نواز شریف صاحب وزیر اعظم تھے۔ across the board ٹریڑری ٹیچر اور اپوزیشن والے ہم سب اکھٹے گئے تھے اور ایک آواز ہو کے انکو منوا کے آگئے تھے۔ تو اس معاملے میں بھی آپ اور زیارت وال صاحب کو ایسا طریقہ کرنا پڑیا۔ جی اظہار حکومت صاحب۔

میرا اظہار حسین کھوسہ: ظَمَّالَ اللَّهُ الْجَنِّيْمُ۔ اپنیکر صاحب! بہت شکریہ آج جس مسئلے پر بحث ہو رہی ہے بہت ہی اہم مسئلہ ہے، زراعت۔ ابھی زمینداروںہ زمیندار نہیں رہے وہ lands نہیں رہیں انکی سفید پوشتی نہیں رہی وہ بہت تکلیف دہ مرحلے میں ہیں وہاں کے لوگ بہت پریشان ہیں اور انکی بہت پرانی پڑکھوں کی زمینیں ہیں وہ جہاں بیٹھے ہیں وہ زمینیں بیچ نہیں سکتے وہ وہاں سے جانہیں سکتے۔ جناب اپنیکر! آپ بھی وہیں کے ہیں آپ نے وہاں ایکریکلچرڈیکھی ہے۔ تمیں چالیس سال پہلے ہمارے بڑے کہتے تھے کہ زراعت بہت ہی آمدی والا پیشہ ہے۔ آج زراعت بہت پیچھے گئی ہے ہم بہت ہی پیچھے چلے گئے ہیں۔ خاص کر اسکے لئے ہمیں مرکزی حکومت سے اپنے یہاں کے سارے دوست احباب مل کر اس پر جو بھی ہمارے اوپر قرضے ہیں یہ بیس تیس سال پرانے قرضے ہیں ہمارے کاشتکار بیچارے کسی کا دس ایکڑ کسی کا بیس ایکڑ کسی کا پچاس ایکڑ ہیں۔ تو پولیس، تحصیلدار ڈی سی even ڈی پی اوزانکے پیچھے پھرتے ہیں وہ بیچارے پستے ہی جا رہے ہیں۔ تو اسی کرپشن میں دس دس بیس بیس ہزار سالانہ انکو دے کر اپنی جان چھڑاتے ہیں کہ جی یہ بیس ہزار لے لیں ہمیں چھوڑ دیں۔ پہلے جب ہم کو بڑے آتے تھے تو یہاں ہمارے دوست کہا کرتے تھے کہ آپ بڑے زمیندار ایکریکلچر سٹ ہیں نصیر آباد، جعفر آباد میں آپکی بڑی زمینیں ہیں۔ اب ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں ہم وہاں اپنی روزی روٹی کمانے کے لاٹ بھی نہیں ہیں۔ اپنیکر صاحب! آپ جانتے ہیں تحصیل اوستہ محمد، تحصیل گندراخہ، تحصیل صحبت پور، تحصیل ماجھی پور اور اپنی تحصیل پنہور سنہری کی کیا حالت ہے۔ حالانکہ پنجاب اور سندھ ہمارے ساتھ touch ہیں زراعت کے لحاظ سے ہمیں بہت آگے ہونا چاہیے لیکن ہم تیس چالیس سالوں میں بہت ہی پیچھے رہ گئے ہیں تو اس کیلئے آپ تمام معزز ممبران سے میری گزارش ہے آپ سب زراعت پر خاص توجہ دیں۔ فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں جو زرعی قرضے ہیں وہ معاف کیئے جائیں اسکے علاوہ نیشنل بینک کے قرضے جو ایکریکلچر کے تھرو آتے ہیں اور دوسرے بنکوں کے ہیں قرضے بھی معاف کیئے جائیں یہ بیس بیس سال کے پرانے قرضے ہیں وہاں

کے غریب بیچارے تکلیف میں ہیں اور اسی حالت میں وہ ہمیں ووٹ دیکر یہاں بھیجے ہیں۔ تو اصل مقصد یہ ہے اگر اس پر ہم کام کریں تو وہ ہمیں دعا میں دیں گے یہ نہیں کہ میں صرف جعفر آباد، نصیر آباد، جہل مگسی یا کچھ بولان کی بات کر رہا ہوں میں پورے بلوچستان کی بات کر رہا ہوں۔ یہ ایک خوبصورت گلڈستہ ہے، اس بلوچستان کیلئے خاص کر ہمیں اس چیز پر توجہ دینی چاہیے میں تمام دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں بہت بہت شکریہ۔

Thank you very much.

جناب اسپیکر: نصراللہ صاحب! Please take the floor! ڈاکٹر ہیں انکے بعد۔ اور کچھ تجاویز دیں کہ حکومت کو اس کا تدارک کیسا کرنا چاہیے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: میں آپکا مشکور ہوں میں اس تحریک التوا کا محرك بھی ہوں یقیناً جس طرح دوستوں نے کہا ہمارے اس صوبے کی جو population ہے بلوج اور پشتوں انکی اکثریت کی معاشی زندگی کا دار و مدار زراعت اور لائیوٹسٹاک پر ہے۔ جناب اسپیکر! 1997ء سے لے کر 2005ء تک تباہ کن قحط اور خشک سالی ہوئی جس میں ہمارے ہزاروں باغات اور لاکھوں مال مویشی ہلاک ہو گئے۔ تو ایک ایسی گیبھر صورتحال تھی اس وقت اور آج ہم بھگت رہے ہیں اُس وقت جب وفاقی حکومت نے اعلان کیا تھا کہ جتنے بھی ڈسٹرکٹ ہیں صوبے کے تمام زمینداروں کے ذمے جو قرضے واجب الاد ہیں ان کو ختم کیا جائیگا۔ میں اس لئے معافی کا لفظ استعمال نہیں کروں گا اسکو ختم کرنے کا لفظ استعمال کیا جائے۔ اس لئے کہ جناب اسپیکر! ہم کسی سے معافی مانگیں گے نہ کسی سے خیرات۔ اس ملک میں ہمارے عوام کا بہت بڑا حصہ ہے اس ملک کو ہم نے بہت کچھ دیا ہے بہت سارے ایسے شہر ہیں جو اس ملک کو کچھ بھی نہیں دے رہے ہیں۔ ہم minerals کے حوالے سے گیس کے حوالے سے اس کو بہت کچھ دیا ہے لیکن اسکے بد لے ہمیں کیا دیا جا رہا ہے؟ جناب اسپیکر! جتنی بجلی بن جناب کے صرف لاہور شہر میں چوری ہوتی ہے اتنی ہمارا پورا صوبہ استعمال نہیں کرتا۔ جناب اسپیکر! اب جبکہ وفاقی حکومت نے ملک کے صدر نے کہا کہ تمام قرضے ختم۔ زمینداروں کے ذمے واجب الاد اجتنے بھی قرضے ہیں وہ ختم کیتے جائیں لیکن زرعی ترقیاتی بینک نے صرف دو اضلاع قلات اور ژوپ کا نوٹیشیشن جاری کیا ہے۔ آج آپ دیکھ رہے ہیں آپ کے جتنے بھی ڈسٹرکٹ ہیں آپ پیشیں کو لے لیں آپ لورالائی کو لے ہیں اسکے جتنے بھی زمیندار ہیں حالانکہ لورالائی ہمارے صوبے میں زراعت کے حوالے سے پہلے نہر پر تھا آج اسکے زمیندار بیچارے زرعی ترقیاتی بینک کی وجہ سے فاقہ کشی پر مجبور ہیں۔ جناب اسپیکر! یہ کس طرح ہو سکتا ہے کیا ہمارے عوام، ہمارے زمینداروں کا یہ تن

نہیں بتا کہ وفاقی حکومت کو اس سے پہلے جو وفاقی حکومت تھی آج جو وفاقی حکومت ہے یہ ایک genuine مسئلہ ہے میں آج اس فلور اور آپکے توسط سے وفاقی حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ زمینداروں کے ذمے جتنے بھی قرضے ہیں ان کو ختم کیئے جائیں حالانکہ ان چھ، سات ارب روپے میں پچیس پرسنٹ بینک کو ادا کرنا پڑتے تھے کچھ صوبائی حکومت کو اور کچھ وفاقی حکومت کو۔ لیکن یہ تنی بڑی رقم نہیں ہے جس طرح میرے دوست منظور خان نے کہا کہ یہاں دس ہزار زمینداروں کے ذمے زیادہ سے زیادہ چھارب روپے ہو گئے۔ وہاں چند افراد کے ذمے اربوں روپے معاف کئے جاتے ہیں۔ آپ گز شنہ دس سال کا ریکارڈ دیکھ لیں اس میں زمینداروں اور بڑے بڑے کارخانہ داروں کے کتنے قرضے معاف ہوئے ہیں۔ تو میں اس ایوان کے توسط سے یہ تجویز دوں گا کہ تمام قرضے ختم کیے جائیں۔ اور زرعی ترقیاتی بینک نے مختلف اضلاع بالخصوص میں لوار الائی کی بات کروں گا کہ وہاں زمینداروں کے خلاف حال ہی میں بینکنگ کوڑ اور مختلف کوڑس میں cases چل رہے ہیں اور انتظامیہ زمینداروں کو گرفتار کر رہی ہے تو اس سلسلہ کو صوبائی حکومت فوری طور پر بند کرے اور ایک کمیٹی بنائے جس طرح میرے دوست دشیر صاحب نے کہا کہ زرعی ترقیاتی بینک والوں سے کہ آپ نے جو سلسلہ شروع کیا ہے یہ ہمارے عوام ہمارے زمینداروں کی بات، میں تمام صوبے کے عوام کی بات کروں گا میں ممبر ان اسمبلی کی بات کروں گا ہم سب کیلئے ناقابل قبول ہے۔ ہم جتنے بھی لوگ آئے ہیں ہم یہاں اپنے عوام کے ساتھ کھڑے ہو کر انکے لئے جدوجہد کریں گے۔ بڑی مہربانی۔

جناب اپیکر: thank you جی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب! speakers زیادہ ہوتے جا رہے ہیں
please راتاً تم کا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج: sir ویسے بھی ہم بہت کم بولتے ہیں۔

جناب اپیکر: نہیں نہیں، وہ میں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ وہ بحث دو گھنٹے کی ہوتی ہے پھر آپکے صبر کا پیانہ جب لبریز ہو جائیگا۔ میں تورات دس گیارہ بجے تک بیٹھنے کیلئے تیار ہوں۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوج: sir شکریہ۔ ہم جانتے ہیں کہ بلوجستان رقبے کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے ساحل اور وسائل کے لحاظ سے مالا مال صوبہ ہے لیکن sir جب بلوجستان پر آفات آئیں، زمینی اور آسمانی۔ تب بلوجستان پر کسی صوبے نے اپنارُخ نہیں کیا۔ پہلے زیارت میں زرزلہ آیا اسکے بعد آواران میں جو تباہی اور آفات خدا کی طرف سے آئیں زمینیں تو کیا sir اونکی جانیں بھی چلی گئیں اسکے بعد خط سالی سے لوگوں

کے مال مویشی بھی ختم ہو گئے۔ کیونکہ بلوچستان کے لوگوں کا انحصار زراعت اور لاکیو اسٹاک پر ہوتا ہے۔ اب لوگوں کے پاس یہ بھی نہیں رہا پھر اور پرسے ایک اور مصیبت زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان کی آپڑی۔ اس نے زمینداروں کو قرضے تو دینے شروع کر دیئے لیکن پھر انکو مشکلات میں ڈال کر سود کے ساتھ واپسی کا مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا جس طرح کہ ہمارا ہمسایہ ملک ایران ہے جہاں زمینداروں کو زیمن، تیج، کھاد، فرٹیلائزر اور بلڈوزر کے گھنٹے یہ تمام چیزیں مفت فراہم کی جاتی ہیں اور حکومت ایران ان سے ایک اچھی رقم کے عوض خریدتی ہے۔ لیکن ہمارے صوبے میں زمینداروں کی بدمتی یہ ہے کہ یہاں انکو بلڈوزر گھنٹے نہ کھاد کچھ بھی نہیں دیا جاتا۔ تو جناب اسپیکر صاحب! میری تجویز یہ ہے کہ زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان جس نے زمینداروں کو مشکلات میں ڈالا ہے پھر ہمارے یہاں بلوچستان میں چوبیس گھنٹوں میں سے صرف دو یا تین گھنٹے بجلی آتی ہے اس میں ٹیوب ویلوں کے ذریعے کیسے زمینوں کو پانی ملے گا اور ان زمینوں میں کیسے پھل اور سبزیاں کاشت ہو گی تو زمیندار انکے گھروالے بھوکے مریں گے۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ ایران کی طرح ہماری وفاقی حکومت بھی اپنے زمینداروں کو یہ ہموں فراہم کرے اور ان سے پھل بزریاں اور دوسری پیداوار خرید کر ان کو ایک اچھی رقم فراہم کرے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی۔ اپوزیشن سے زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر! میں تھوڑا late آیا لیکن پھر بھی اس حوالے سے کہ پچھلی گورنمنٹ میں بھی اس پر اقدامات ہوئے تھے۔ تحریک التواتوب اکل صحیح پیش ہوئی ہے اس میں یہ ہے کچھ ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جو semi government کے ہیں جس طرح زرعی بینک اور واپڈا۔ اب اس پر یہ غور کرنا چاہیے جس طرح انہوں نے کہا میں تو شارت کٹ بولوں گا کیونکہ جب میں لمبا کرتا ہوں تو دوست بھی کبھی کبھار اعتراض کرتے ہیں کہ آپ زیادہ بولتے ہیں۔ ہمارے بلوچستان کے لوگوں کا دارو مدار زراعت پر ہے۔ جس طرح میرا ظہرار صاحب نے جعفر آباد اور نصیر آباد کا کہا جو آپ کا علاقہ ہے وہاں نہری نظام ہے یہاں تو ہم پانی بھی بجلی کے ذریعے نکالتے ہیں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے باغات تباہ ہو گئے ہیں۔ لوگوں نے سارے درخت کاٹ دیئے ابھی ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے زرعی بینک اور واپڈا نکے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ ہم لوگ بجلی کی سب سیڑی کے حوالے سے گئے تھے جو انہوں نے ختم کیا تھا ہم لوگوں نے کہا کہ اسے بحال کر دیں۔ اس میں انہوں نے کچھ percentage لکھا ہوا تھا مجھے تھی یاد نہیں 60 فیصد وفاقی حکومت دے رہی تھی اور 30

فیصلہ میرے خیال صوبائی حکومت باقی consumer ادا کر رہے تھے چار ہزار فیٹ ریٹ جس طرح فنگر ریٹ تھا وہی دے رہے تھے۔ پھر انہوں نے کہا کہ چار ہزار بہت کم ہے۔ ہم لوگوں نے کہا کہ پانچ ہزار کر لیں انہوں نے کہا نہیں نو ہزار پھر چھ ہزار پر فیصلہ ہوا وہ بھی ابھی تک بحال نہیں ہوا ہے۔ اور جب سیزرا آتا ہے مگر، جون اور جولائی میں تو ناؤر زار اڑائے جاتے ہیں تو زمیندار اتنے مجبور ہو جاتے ہیں کہ جو کچھ ان کو ملتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ تو ہمیں کم از کم یہ چاہیے کہ واپڈا ہو یا زرعی بینک اس پر آپ کمیٹی بنائیں۔ کیونکہ بینک سود تو معاف کر سکتا ہے قرضہ میرے خیال میں معاف نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ایک independent ادارہ ہے اُس نے کہیں سے یہ فنڈ زیلے ہوئے ہیں۔ اس میں یہ کر سکتے ہیں کہ بلوچستان حکومت اور وفاقی حکومت دونوں بیٹھ کر اگر ایک ارب روپے بلوچستان حکومت کو دینا پڑے تو اس میں حرج نہیں ہے اگر میں کہوں کہ جی ٹولی میں دوارب روپے بھی نہیں بنتے۔ اگر پورے بلوچستان کے زمینداروں کا قرضہ کسی کو ٹریکٹر دیا ہے کسی کو کیا دیا ہے اس پر اگر وہ اپنی working کریں اور نکال دیں کہ ٹولی قرضہ کتنا بتا ہے۔ پہلے تو یہ پتا ہونا چاہیے کہ پورے بلوچستان کے زمینداروں کا قرضہ کتنا ہے۔ پھر کچھ پرستیج ہم لوگ دیں گے کچھ وفاقی حکومت سے کہہ دیں گے لیکن یہ بینک کو دینے ہوئے بینک تو وفاقی حکومت کے اندر آتا ہے لیکن وہ independent ادارہ ہے۔ پھر اس پر ہم بیٹھتے ہیں کہ جی ہماری کیا حالت ہے بچلی کی کیا حالت ہے پانی ہے نہیں سب سیڈی بھی ابھی تک بحال نہیں ہوئی ہے پتا نہیں وہ نوپیکش ہوا بھی ہے یا نہیں۔ پھر وہی لوگوں کو تنگ کر رہے ہیں میٹر پر کتنے بل دیں گے۔ آپ ہمارے باغات کو تو بچائیں زمینداروں کو وہ چیزیں تو دے دیں جو ان کا حق بتا ہے۔ ابھی تو لوگ زمینداری چھوڑ کر روزگار کیلئے کوئی کدھر جا رہا ہے کوئی کدھر جا رہا ہے تو یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ قسم سے علاقے کے لوگ میرے پاس آ کر کہتے ہیں کہ کچھ معاف کروائیں۔ وہاں جو بینک میجر ہے میں اس کو بلواتا ہوں تو کہتے ہیں کہ جی ہم قسطوار کر سکتے ہیں لیکن معاف نہیں کر سکتے۔ ابھی تو لوگ اس قبل نہ رہے ہیں کہ قسط دیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب اور ٹریزری پیپرز کے سارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں جو بھی تعاون ہوانشاء اللہ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ باہر کلرک لوگ بیٹھے ہوئے ہیں پوری روڈ بلاک ہے جائیں ان کو تسلی تو دے دیں تاکہ وہ اپنی ہڑتال ختم کر دیں۔ اور ان کے جو مطالبات ہیں، پہلے بھی میں نے a chairman as پر سائنس کیا ہوا ہے۔ ان کے جو مطالبات تھے پانچ ممبرز تھے پانچوں نے کہا ایک دو نے اختلاف کیا ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ جو چیز ہمارے ہاتھ میں ہے اُس کو حل کریں۔ ایک تو کمیٹی بنائیں جس طرح میرے خیال سے اس سے پہلے ہمارے بھائیوں نے بات کی ہو گی کہ

کوئی کمیٹی بنا کر اُن سے بات کر لیں وفاقی جو بھی اگر لیکچر منظر ہے۔ یا جس کے under یہ بینک آتا ہے۔ کس منظر کے under آتا ہے؟

جناب اسپیکر: فناس کے under آتا ہے۔

انجینئر زمرک خان: فناس کے ساتھ بیٹھ کر زمینداروں کے لئے کچھ آگے پیچھے کر لیں۔ قرضہ ہم لوگ دینے گے، بلوچستان حکومت اور وفاقی حکومت سود کا اُن سے کہہ دیں گے جو بھی سود بینک نے لگایا ہے اُس کو معاف کر دیں اس طریقے سے ختم ہو سکتا ہے۔ باقی میرے خیال اس سے ہٹ کر کسی اور مسئلے پر بات کر سکتے ہیں؟

جناب اسپیکر: نہیں اسی issue پر بات کر سکتے ہیں۔

انجینئر زمرک خان: ہم اسکی حمایت کریں گے۔

جناب اسپیکر: مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ پورا House اس پر متفق ہے۔

انجینئر زمرک خان: ویسے تو اس میں اتنا تو کہہ دوں گا۔ کیونکہ ایک قرارداد پیش ہوئی ہے ہمارے علاقے سے متعلق یہ بھی اچھی قرارداد ہے جو بھائیوں نے پیش کی ہے کاٹھ کے حوالے سے تو اس کی بھی میں حمایت کروں گا۔

جناب اسپیکر: نہیں وہ تو ہو گیا۔ We are all on board.

انجینئر زمرک خان: ایک منٹ کے لئے میں ایک تجویز دوں گا۔

جناب اسپیکر: چلیں ایک منٹ کے لئے دے دیں نیکی کی تجویز ہے۔

انجینئر زمرک خان: اس کے لئے جگہ قلعہ عبداللہ میں منتخب کریں کم از کم تیس چالیس ایکڑ زمین ہو۔

جناب اسپیکر: کون دے گا؟

انجینئر زمرک خان: گورنمنٹ کی land ہے اس پر ایسے لوگ پڑے ہیں جن کو نکال کرو ہاں کاٹھ بنالیں۔ پہلے بھی تحصیل قلعہ عبداللہ میں کیڈٹ کاٹھ کے لئے ایک approval آئی تھی، اُس کے لئے جگہ کم تھی اور اس جگہ پر تھوڑی گڑ بڑھوئی۔ تو اسکے لئے کوئی side location بنالیں کہ پورے چمن، گلستان اور قلعہ عبداللہ سے بھی لوگ آ سکیں تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ اس وقت نہیں تھے بحث میں کافی suggestions آئی ہیں۔

انجینئر زمرک خان: انشاء اللہ اس پر ہم ساتھ دیں گے۔

جناب اپسیکر: جی۔ رحمت بلوچ صاحب۔ thank you

میراظہار حسین کھوسہ: جناب اپسیکر! آفیشل گیلری میں سیکرٹری صاحبان بہت کم ہیں۔

جناب اپسیکر: سیکرٹری قانون بیٹھا ہوا ہے۔ منسٹر آپ کی خدمت میں بیٹھیے ہیں آپ ان کی طرف دیکھا کریں۔ ہمارا mindset ابھی تک سیکرٹریز کی طرف ہے منسٹرز کی طرف دیکھیں دونوں منسٹرز بیٹھے ہوئے ہیں اور دونوں زمیندار ہیں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: اپسیکر صاحب! آپ نے موقع دیا لیکن اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ میرے خیال میں بات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے پھر repetition ہو جائیگی۔ مختصر تجاویز دینے گے۔

جناب اپسیکر: ہاں تجاویز جلدی دے دیں۔ ایک تو آپ کی colour choices zبردست ہے۔ پتوں بھی پہننے ہیں black-dress بھی پہننے ہیں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: شکر ہے واک آوث کی تجویز نہیں دے رہے ہیں۔ جناب اپسیکر! یہاں عوام کے نام پر جس ادارے کو بھی آپ دیکھیں وہ کرپشن کی نظر ہو گیا ہے اسے میں زرعی بینک بھی ہے۔

جناب عبداللہ جان بابت: جناب اپسیکر! اپنی دائیں طرف دیکھ لیں آفیشل گیلری میں سیکرٹریز کی گرسیاں خالی پڑی ہیں۔

جناب اپسیکر: آپکے دونوں منسٹرز بیٹھے ہوئے ہیں۔ منسٹر نے حکومت چلانی ہے سیکرٹریز نے تو حکم لینا ہے ان کو چھوڑ دیں۔ آپ پارلمیٹرین ہیں منسٹر نے جواب دینا ہے باگ ڈاؤن ہنوں نے کرنی ہے میاں نواز شریف سے ملاقات یہ لوگ کریں گے۔ جی رحمت صاحب! جلدی سے suggestion دے دیں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: میں suggestion کیسے دوں میں تو بھول گیا بابت لا الہ نے مجھے interrupt کیا۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ زرعی بینک کو بھی کرپشن کے طور پر چلا�ا گیا ہے۔ میں آپ کو اور اس فور کو بتا دوں کہ میرے حلقو سے جن لوگوں نے پچاس پچاس ہزار یا ایک ایک لاکھ کے loan لیے تھے۔ بینک کا جو staff ہے وہ خود اسکو کاروبار کے طور پر سیکی میں نکالتے تھے پھر انکو ہر مہینے پانچ ہزار روپے مقطوبوں پر دیتے تھے آخر میں ان سے کہتے تھے کہ آپ کا قرضہ ختم ہوا۔ اس کے بعد وہ لیویز اور پولیس کے ساتھ مل کر کرپشن کے اور چشمے کھول دیئے، انہی لوگوں کا پیچا کروان کو پکڑ دوار ان سے پیسہ وصول کر کے لانا۔ جناب اپسیکر! بینک کا

ایک سسٹم ہوتا ہے۔ آپ باہر کے ممالک کو دیکھیں ہمارا ہمسایہ ملک ایران ہے جو بارڈر ہے میرے حلقے پر ڈیڑھ گھنٹے کا راستہ ہے وہاں میں گیا ہوں بینک کے حوالے سے وہاں کے زمینداروں کو جو قرضہ ملتا ہے۔ بینک ان کی زمینوں پر ٹیوب دیل لگا کر دیتا ہے ان کو باقاعدہ فیوں بھی دیتا ہے۔ اب یہ ریٹ مقرر ہے آپ کو یہ قسط ادا کرنی ہو گی اور اتنے سال میں یہ ختم ہو گا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ ختم ہو جائے۔ بہت سی ایسی مثالیں ہیں ہمارے علاقے میں جو لوگ فوت ہو گئے ہیں انہوں نے اپنی تمام اقتasاط جمع کی ہیں لیکن مرنے کے پانچ دس سال بعد ان میں سے کسی کے بیٹے کے نام پر زرعی بینک نے requisition / letter بھیجا ہے کہ جی آپکے والد صاحب قرضہ دار ہیں یہ قرضے آپ کو ادا کرنے پڑیں گے نہیں تو آپکا والد جنت میں نہیں جائیگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلیک میلنگ کا ایک انوکھا طریقہ ہے۔ بلوچستان کی پسمندگی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک زرعی صوبہ ہے اور مالداری کے حوالے سے بھی انتہائی مفید اور ذرخیز صوبہ ہے۔ اور بلوچستان میں روزگار کے اور ذرائع نہیں ہیں۔ اس ملک کو اُن بڑے مگر مجھوں نے لوٹا ہے آپکو پتا ہے۔ جب میں کارخانوں کے نام پر جن لوگوں نے کروڑوں روپے لیئے ہیں۔ ایک مینے کے لئے NOC لیکر دو مینے یا چھ مینے یا ایک سال کے لئے پھر باہر ملک شفت کئے ہیں ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ان غریبوں کے سر پر ڈھنڈا ہے جس نے تین لاکھ سے زیادہ قرضے نہیں لئے ہیں۔ جس نے پچاس ہزار روپے لیا تھا بعد میں اس کو پشیمانی ہوئی کہ یہ ایک مصیبت بن گیا۔ اور مکران میں 2004ء، 2005ء، 2006ء میں جو سیلا بآئے پورے مکران میں گاؤں کے گاؤں صفحہ ہستی سے مت گئے تھے۔ اُس وقت بھی اعلان ہوا تھا کہ وہاں کے لوگوں کے اور بلوچستان کے عوام کے ذمے جو قرضے ہیں وہ معاف ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ باقی صوبوں کے لوگوں نے کروڑوں اور اربوں روپے کارخانوں کے نام پر ہڑپ کیے ان سے کوئی نہیں پوچھتا لیکن یہاں کے لوگوں کیلئے۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ متفقہ طور پر اس کو ایک قرارداد کے طور پر پاس کروائیں ہم سارے دوست اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور یہ اہمیت کا حامل مسئلہ ہے لوگوں کا عام عوام کا مسئلہ ہے۔ تاکہ لوگوں کی مایوسی ختم ہو جائے اور اسکے لئے ایک کمیٹی constitute کریں۔

جناب اسپیکر: thank you جناب اسپیکر! ہمیذری بلوچ صاحب۔

جناب ہمیذری مسح بلوچ: جناب اسپیکر! زراعت چونکہ ہمارے صوبے کا ایک اہم جزو ہے۔ بلوچستان کی اس پر اگر ہم نظر ڈالیں تو ہزاروں سال سے ہمارے لوگ زرعی شعبہ اور گلمہ بانی سے وابستہ

ہیں۔ اور بلوچستان کو ہم دیکھیں تو یہاں کوئی صنعت ہے نہ کوئی کارخانہ یہاں پر روزگاری اپنے عروج پر ہے یہاں لوگوں کے پاس روزگار کے موقع نہیں ہیں۔ یہاں لوگوں کی اتنی مالی سکت نہیں کہ وہ کوئی بنس start کر سکیں۔ بلوچستان میں پچھلے دس سالوں سے دیکھتے ہیں کہ یہاں نصیر آباد، جعفر آباد، بولان اور کچھی کا علاقہ سیالاب کی زدیں رہا ہے۔ اور اسکے علاوہ لورالائی، زیارت، مستونگ، قلات یہ پوری پی ڈریتی آفات سے متاثر رہی ہے۔ آج کے زمیندار اس سطح تک پہنچ گئے ہیں کہ وہ نان شبینہ کے مناج ہیں اُنکے گھروں میں فاقہ پڑھکے ہیں وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اپنے گھر کس طرح چلا کیں۔ زراعت ہماری ایک روایت ہے یہ اگر ہم سے چھمن گئی تو ہماری وہ روایت ختم ہو جائیگی۔ ملک میں ادارے لوگوں کی فلاح کیلئے بنتے ہیں کہ وہ عوام کی فلاح و بہبود کو ٹھوٹ خاطر رکھ کر انکو develop کیا جاتا ہے۔ مگر یہاں عجیب صورتحال نظر آتی ہے کہ ملک میں جو ادارے ہیں وہ عوام کی خدمت کی بجائے اُن کیلئے عذاب بن گئے ہیں۔ آپ ریلوے، پی آئی اے اور کشمکش کو لے لیں دیگر ادارے بھی ہیں۔ ہر انسان آج ان اداروں سے نالاں ہے ہر شخص یہ کہتا ہے کہ فلاں ادارے نے میرے ساتھ یہ کیا رہی سہی کسر آج اگر یک پریمیک پوری کر رہا ہے۔ ہمارے اس صوبے کے شہری اپنی جان، اپنی عزت اپنی سفید پوشی بچانے کیلئے اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ ہمارے اداروں کا role ہے آج ہمارے زمیندار roads block کرتے ہیں وہ گولیاں کھارے ہیں اور سڑکوں پر دھوپ میں کھڑے ہو کر اپنے حق کیلئے آواز بلند کرتے ہیں۔ آج ان کو لوڈ شیڈنگ کا سامنا ہے وہ زرعی قرضوں کے مسائل سے دوچار ہیں پانی انکو نہیں ملتا ہمارا نہری نظام بالکل خشک ہو چکا ہے۔ باغات ہمارے خشک ہو گئے ہیں۔ اور یہاں بلوچستان میں زرعی انڈسٹری ہمیں کہیں نظر نہیں آتی۔ ایران کا جو اگر یک پریمیک سسٹم ہے جو Product ہے بلوچستان میں اُسکی بھرمار ہے۔ جب یہاں کا پیاز تیار ہوتا ہے تو وہاں سے پیاز آ جاتا ہے جب یہاں مال مویشیوں کا season ہوتا ہے تو اسمگنگ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مختلف حرべ استعمال ہوتے ہیں جس سے ہماری زراعت اور لا سیواستاک تباہ ہو رہے ہیں۔ آج اس ایوان کے توسط سے ہم یہ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے جتنے بھی زمینداروں کو جو قرض ملے ہیں میں اس کو قرض نہیں کہتا یہ ایک ریلیف ہے جو state کی طرف سے ادارے اپنے لوگوں کو دیتے ہیں۔ اُن پر جو بوجھ ہے اُنکی جو گرفتاریاں ہیں جس کیلئے جو پالیسی بنائی گئی ہے اُسکو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ میری چند تجاویز ہیں جو میں آپ لوگوں کے سامنے رکھوں گا۔ اپنے صاحب اس سے پہلے فوری طور پر اس سیشن کے

اختتام سے پہلے آپ ایک کمیٹی بنائیں جس میں تمام پارٹیوں کی نمائندگی ہوا اور فوری طور پر جا کرو فاق سے اس اہم مسئلے پر بات کریں۔ اور میری دوسری تجویز یہ ہے کہ فوری طور پر تمام کمشنز کو ہدایات جاری کی جائیں کہ جن لوگوں کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کئے گئے ہیں انکو فی الفور منسوخ کیا جائے۔ تیسرا میری تجویز یہ ہے جیسے میرے دوست نصراللہ زیرے نے کہا کہ ہم اسکو قرض نہیں کہتے یہ ایک ریلیف ہے ہمارے زمینداروں کو جو دیا گیا ہے اُس پر ہماری صوبائی حکومت وفاقی حکومت سے ملکر فوری طور پر ہمارے زمینداروں کو اس عذاب سے چھکا را دلائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اگر زرعی بینک ہمارے لوگوں کو قرض دیتا ہے اُسکا کیا چیک ایڈ بیلنس ہے اور اس کی اپنی کارکردگی progress کیا ہے؟ یہ بھی میدیا کے ذریعے عوام کے سامنے آنا چاہیے۔ اُنکی progress صرف یہ ہے کہ لوگوں کو پریشان کرنا لوگوں کو ہر اساح کرنا انکو ہنی مریض بنانا اور زرعی بینک کا جو structure ہے اُسکو restructure کرنے کی ضرورت ہے۔ اُس ادارے میں جو لوگ بیٹھے ہیں میرے خیال انکا زراعت سے یا ایسی پالیسی سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ انکو اس لئے بھٹایا گیا ہے کہ وہ غریب لوگوں کو پریشان کریں۔ تو میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ہمارے بلوچستان کے جو لوگ جو عوام ہیں وہ پہلے سے عذاب میں بنتا ہیں قدرتی آفات، بیروزگاری، پسمندگی اور بہت سارے مسئلے ہیں۔ تو انکو منظر رکھتے ہوئے فوری طور پر اس ایوان سے ہمارے منشیر صاحبان بیٹھے ہیں۔ اسپیکر صاحب! آپ سے ہم یہی اپیل کرتے ہیں کہ اس مسئلے کا فوری تدارک کیا جائے۔

جناب اسپیکر: thank you جناب محمد خان لہڑی صاحب۔ ابھی پانچ، پانچ منٹ پر آ جائیں زیادہ ٹائم نہیں لیں۔

جناب محمد خان لہڑی: مہربانی جناب اسپیکر صاحب۔ جیسا کہ بلوچستان میں سب سے زیادہ آبادی نصیر آباد ڈویژن کی ہے۔ 2010ء سے لے کر 2013ء تک نصیر آباد میں جو سیالاب آئے۔ چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں اپنی زمینیں ہموار کرنے اور ان میں کھادڑا لئے کھادڑا لئے کسی نے تین لاکھ کسی نے پانچ لاکھ قرضہ لیا تھا اور تقریباً ہر سال اُنکی زمینیں سیالاب کی نظر ہو جاتی ہیں۔ میری التجاء ہے کہ بلوچستان کے زمینداروں کے جو قرضے ہیں، چاہے نیشنل بینک کے ہیں یا زرعی بینک کے یا کسی اور بینک کے انکو معاف کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر: ماجد ابڑو صاحب۔

میر عبدالماجد ابڑو: جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ ہم فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارا نصیر آباد ڈویژن ایک زرعی

belts ہے۔ لیکن ہم نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ وہاں کے زمینداروں اور کسانوں کو کیا کیام مشکلات درپیش ہیں۔ آج تک وہ لوگ جو زرعی بینک اور نیشنل بینک، جن کے ذریعے لوگوں کو قرض ملنے ملتے ہیں انکی condition بہت ہی افسوسناک ہے۔ اور جتنی مشکلات انکو قرضہ لینے میں ہوتی ہیں شاید فصل اُگانے میں نہیں ہوتیں۔ لیکن بد قسمتی ہماری یہ ہے کہ یہاں کوئی mechanism ہے نہ کوئی طریقہ کار رہے ہمارے کسانوں کو زراعت کے حوالے سے کوئی ایسی بریفنگ دی جاتی ہے کہ بھائی آپ کس طرح اپنی فصلات کی پیداوار کو بڑھائیں گے۔ یا انکو قرضوں کے حوالے سے کسی قسم کی کوئی بھی مشاورت نہیں دی جاتی۔ کچھ عرصے سے ہمارا علاقہ drought کا شکار ہو جاتا ہے یا پھر سیلا ب کی نظر ہو جاتا ہے۔ اور حکومت کی طرف سے اعلانات ہوتے ہیں کہ انکو آفت زدہ قرار دیکر انکے قرضے معاف کیے جائیں لیکن اسکے باوجود اس پر عمل نہیں ہوتا اور سال ہا سال وہ لوگ انہی قرضوں کی پیٹ میں رہتے ہیں۔ اسکے علاوہ جیسے کہ ہمارے چھتر کا علاقہ ہے جہاں زیریز میٹھا پانی ہے وہاں بھی بہت سارے ٹیوب ویل گچے ہیں لیکن بد قسمتی ہماری یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے انہیں کوئی سبیڈی نہیں دی جاتی اور نہ ہی انکو legalize کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اُن ٹیوب ویلز کے ذریعے اپنے باغات لگائیں یا فصلات پیدا کریں۔ تو اس کیلئے وہاں کچھ mechanism بنایا جائے کیونکہ واپڈ اولے وہاں سے لاکھوں روپے بھتہ کے طور پر لیتے ہیں جو کہ گورنمنٹ کو فائدہ ہوتا ہے نہ وہاں کے لوکل اس سے مفید ہو سکتے ہیں۔ اسکے علاوہ ہمارا جو زرعی بینک ہے اس میں ہماری نمائندگی خاص کر بلوچستان کی نمائندگی نہیں ہوتی۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بھی ایسے لوگ جاتے ہیں جنکو زراعت کے حوالے سے کسی قسم کی معلومات نہیں ہوتیں۔ جب ایسے لوگ ان اداروں میں ہونگے تو پھر وہ زراعت کے حوالے سے کیا کرسکیں گے؟ تو ان چیزوں پر ہمیں دھیان دینا چاہیے اور ایسے لوگوں کو وہاں بھیجننا چاہیے تاکہ زمیندار اس سے فائدہ مند ہو سکیں۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ ڈاکٹر حامد اچھری صاحب! رحمت صاحب! اپنی seat پر آ جائیں اقلیت کے ممبر کے ساتھ چھیڑخانی نہیں کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچھری: جناب اسپیکر! بڑی مہربانی کے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ جناب اسپیکر! یہ اہم موضوع ہے اصل میں یہ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے صوبے کے شتوں بلوج زمینداروں کو ہم کسی بھی حساب میں تو لے آئیں۔ مصیبت یہ ہے کہ ہمارے زمیندار کسی بھی حساب میں نہیں ہیں ہمیں جب آفت زدہ قرار دیا جاتا ہے وہی treatment ہمارے پاس نہیں جب طوفان آتا ہے ہمارے پاس

وہی treatment نہیں جب خشک سالی آ جاتی ہے ہمارے ساتھ وہ رعایت نہیں کی جاتی۔ تو اسکا مداوا وفاقی گورنمنٹ سے کرنا چاہیے یا ہم اکٹھے بیٹھ کے کسی role model کو ساتھ لے کے پنجاب کا سندھ کا پشتو نخوا کا لیتے ہیں۔ تو ہمارے لئے epidemiological study نہ سہی ویسے کوئی role model کے ساتھ موازنہ تو ہم کریں۔ جناب اپنیکر! ہمارے صوبے میں بھلی 80ء کی دہائی میں آئی۔ بھٹو صاحب کی جو land reforms تھے اب تو بڑے بڑے زمیندار ہیں، کچھی، جھل مگسی، نصیر آباد اور اوستہ محمد کے ہمارے ہاں شاید ایک درجن لوگ اُس land reforms میں آئے ہونگے۔ اس کے لئے دوسرا یکڑز میں حد مقرر تھی۔ کسی کے پاس ایک آدھ کے علاوہ دوسرا یکڑ آباد زرعی زمین پشتوں belt میں کدھر بھی نہیں تھی۔ ان دوسرا یکڑ زمین کے land reforms میں ہماری کیا زمینداری ہوگی؟ اُس وقت بھی ہماری جوز مینداری تھی وہ ہمارے پھلنے پھولنے اور بننے کیلئے کافی نہیں تھی۔ طوفان بھی نہیں تھا قحط سالی بھی نہیں تھی لیکن بھل کے آنے سے کچھ ہماری زراعت پھلا پھو لا کسی نے دو وقت کی روٹی کمائی۔ مختلف ڈسٹرکٹس قلعہ عبداللہ، پشین خصوصاً اور الائی ڈسٹرکٹ۔ اُس وقت پشتو میں ایک مثال تھی۔ ”خوار انوزائے بوری دی۔ بوری غربیوں کی جگہ ہے“۔ بوری کی یہ حالت بنی، وہاں کے ایک زمیندار جس کو میں جانتا ہوں جس کے اتنے باغات خشک ہو گئے کہ اُس نے 80 لاکھ روپے میں اُنکی سوکھی لکڑیاں بیج دیں۔ اور الائی میں دو ڈھائی سو کے قریب کاریزات خشک ہو چکی ہیں یہی حال قلعہ عبداللہ اور پشین کا ہے۔ تو باہچنی کے ایک زمیندار سے میں نے پوچھا کہ قحط سالی تو 97ء میں شروع ہوئی تھی تمہارے گاؤں کا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا کہ ”دو سال پہلے ہم ایک سو دس ایک سو پندرہ ایک سو بیس مزدا اچھی کوالٹی کے سیب مارکیٹ تک پہنچا دیتے تھے اس سال شاہد ہم پانچ پہنچا سکیں۔ ترہ کئی ہمارا ایک قبیلہ ہے وہ سارے بڑے مالدار ہوتے ہیں۔ چمن میں کدھری سے ان میں سے کوئی گزر رہا تھا تو کسی نے اس سے کہا کہ بھائی وہ تمہارے پندرہ بیس بھیڑیں پیچھے رہ گئیں۔ تو اس نے کہا بس انکو سنبھالو وہ تم لے جاؤ۔ یعنی وہ لوگ ڈیڑھ دوسروپے میں ایک بھیڑ مع پچھے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ہمارے statistics کے مطابق وہ کاغذ میں نے پڑھا، ابھی ساتھ نہیں لایا ہوں جو ہم لوگوں نے ادھر پنم پشتو نخوا ملی عوامی پارٹی کے سینئار میں پیش کیا تھا۔ ایک ملین درخت سے زیادہ خشک ہو چکے تھے۔ تو اس صوبے میں خشک سالی ہوئی ہمیں پاکستان سرکار نے نڈیزیل دیا نہ بھل دی نہ کھاد دی نہ ہمیں اور کوئی assistance اور نہ ہی بینک کے قرضے ختم کرنے کیلئے یا اور قرضے دینے کیلئے۔ جب میں نیشنل اسمبلی میں تھا تو اس وقت یہ داویلا چل رہا تھا کہ اٹھارہ ارب روپے کوئی ڈھائی سو بندوں

نے معاف کرائے تھے۔ وہ بھی individual، ذاتی، کسی کے بیس کروڑ، کسی کے چالیس کروڑ، کسی کے سو کروڑ۔ تو وہ بھی ان صوبوں میں سے تھے۔ تو بھائی جب ایک صوبے میں لوگوں کے 80 ارب روپے معاف کیے جاتے ہیں یا کارخانے کیلئے تھے، مل ماکان کیلئے تھے یا اور کسی کاشتکار کیلئے تھے۔ ہم بیچارے دوڑھائی سوا یکڑ زمین پر زراعت کرنے والے کی کیا آمدن ہوگی؟ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ ہمارے صوبے کا کوئی زمیندار زمینداری کے ساتھ کوئی اور پیشہ نہیں کریگا وہ اپنے بچوں کا بیٹ پُج جانہیں کر سکتا۔ تو ان حالات میں دو، تین یا پانچ لاکھ کے قرضے ہیں کیا اس پر ہم اسمبلی میں بیٹھ کسی سے خدا نہ کرے بھیک مانگ رہے ہیں۔ انہوں نے بھلی پر ہمیں سب سیڈی دی تھی چار ہزار روپے ماہوار اور سالانہ 48 ہزار روپے وہ بھی اس معہدے پر کہ چوبیس گھنٹے بھلی دیں گے۔ ابھی وہ لینے کے دینے پڑ گئے ہمیں ایک گھنٹہ دو گھنٹے صرف واٹر سپلائی کیلئے بھلی ملتی ہے لیکن وہ چار ہزار روپے ہم سے واپڈا ری بینک کی طرح مانگے گی۔ ہمارے ساتھ یہ حساب نہیں کریگا کہ تم کو تو چھ گھنٹے بھلی پورے سال نہیں ملی ہے ایک گھنٹہ، دو گھنٹے پھر ناورز اڑائے جاتے ہیں۔ We should stand to be counted.

ہم لوگوں کا مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں اس برابر سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ ابھی ہندوستان میں تحریر میں خشک سالی آئی تھی اُس وقت جب ہماری حکومت تھی ان کے لئے بھلی بھی مفت کردی تھی کھاد بھی مفت تھی قرضے بھی معاف مزید اور قرضے بھی انکو دیتے تاکہ یہ بونگ نہ ہوں۔ یہی حال ایران کا ہے وہ اپنے زمینداروں کو subsidize rates پر بلکہ مفت دیتا ہے جب زمیندار اپنے پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے اور یہ بورنگ کنٹرول ڈی ہے کہ اتنے فاصلے پر نہیں لگاسکتے۔ تمہارے تو تین ٹیوب ویز ہیں چوتھے کی کیا ضرورت ہے یعنی ریاست نے ان تمام چیزوں کو کنٹرول کیا ہوا ہے۔ تو ہم بھی اگر ریاستی اس میں یا اچھی بات ہے کہ ٹیوب اور فلات کے قرضے معاف کیے اس کے ساتھ باقی اضلاع بھی اگر count ہو جائیں۔ لیکن ہمارا کام اس وقت بنے گا جو تجویز آپ نے دی کہ ہم یہاں کوئی چیف منٹر کی اس میں یا آپکے آئمیں یا زراعت کے آئمیں چلے جائیں، پرانے منٹر کے ساتھ انکی ٹیم کے ساتھ یہ سب کچھ بات کر کے۔ یہ تو ہماری خشک سالی کا عمل ہے اسکے ساتھ مہنگائی یعنی "سرمنڈراتے ہی اولے پڑے"۔ دونوں، میں ایمانداری سے کہہ رہا ہوں اس صوبے کے پشوں اور بلوچ انتہائی تکلیف میں ہیں۔ چار ہزار روپے میں آٹے کی بوری، تجنواہ کتنی ہے، دس ہزار میں بیچارہ آٹے کا بندوبست کریگا باقی جورہ گیا اللہ مالک ہے۔

جناب اسپیکر: thank you مصطفیٰ خان ترین صاحب --- (مداخلات) نہیں وہ تو صحیح ہے، نہیں

مصطفیٰ ترین صاحب ہیں اسکے بعد بابت صاحب اور نواب شاہوانی کو سنا ہے، ایک منٹ! ٹینکنیکل بات سن لیں ہم زمینداروں کو ابھی زرعی بینک والوں نے آگے لگایا ہے۔

سردار رضا محمد بڑیج: بات دراصل یہ ہے یہ فیڈرل گورنمنٹ کا قرضہ ہے بیننگ ریکولیشنز اسٹیٹ بینک اور فناں منسٹری آئین involved ہوتی ہے۔ تو قرضہ write-off کرنا ایک اچھی بات نہیں ہے جو ہم زمینداروں کیلئے کرتے ہیں۔ ہم وفاقی حکومت سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرضے کو relief towards یا support زمینداروں کیلئے وہ فند رأس طرف convert کر دے تاکہ اسٹیٹ بینک بھی فارغ ہو جائے۔ write-off کرنا صرف interest کی بات ہے۔

جناب اپیکر: یہ چھوٹا سا نوٹ بنائے دے دیں نا، آپ کی تقریر کا abstract تو نکال لوں گا۔ آغازیافت والا بھی۔

سردار رضا محمد بڑیج: اسکو تھوڑی سی technical shape اگر ہم دے دیں تو میرے خیال میں ہم قرضوں سے بھی جان چھڑا لیں گے دوسرا بات یہ ہے کہ آئندہ کیلئے بھی زمینداروں کے لئے قرضہ لینے کا راستہ کھلا رہیگا۔ ہم اگر یہاں ایگر لیکچر کو ترقی دینا چاہتے ہیں، ایگر لیکچر کو۔۔۔ (مداغلت)

جناب اپیکر: صبر، حوصلہ، یہ زراعت کا معاملہ ہے ہم سب کی زندگیوں کا معاملہ ہے ایک گھنٹہ اگر فال تو بیٹھیں تو کیا فرق پڑتا ہے یہ ضروری چیزیں ہیں۔

سردار رضا محمد بڑیج: technically زمیندار کا اور قرضہ لینے کا مسئلہ جاری رہیگا جی۔ ہمیں اپنے ایگر لیکچر کو بہتر بنانے کیلئے value addition کیلئے، ہمیں قرضوں کی ضرورت آئندہ بھی پڑیں گی تو ہم اس سلسلے کو اس طرح ختم نہ کریں۔

جناب اپیکر: اپنے books کو ہم clean کر دیں، pass book ہمیں دوبارہ ملیں۔

سردار رضا محمد بڑیج: جی ہاں books clean رہیں قرضہ flop ہوتا کہ ہمارے زمیندار اس سے فائدہ بھی اٹھا سکیں اور آئندہ کیلئے اسکا راستہ بھی کھلا رہے۔ Thank you very much.

جناب اپیکر: ایک technical چیز please یہ writing میں بھی دیکھئے گا۔ جی میڈم! آپ بات کریں۔

محترمہ حسن بانور خشانی: جناب اپیکر! یہ ساری بحث سننے کے بعد میرے ناقص علم کے مطابق کہ یہ سارا نظام

مجھے سودی نظام کے گرد گھومتا ہوا نظر آرہا ہے۔ اسی لئے ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ”سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں“۔ اگر ہم نظام شریعت کے مطابق چلنے کی کوشش کرتے تو آج شاید ہمیں یوں معافیاں مانگنے کی رسمت نہ پڑتی۔ دو چار گھنٹے ہم معافی مانگنے میں گزار لیے۔ اگر ہم یہ سوچیں کہ ایسا نظام قائم کیا جائے جو سودی نہ ہو اور قرضہ دینے میں ایسے انتظامات کے جائیں جسمیں ہمارے بھی مسئلے حل ہوں اور ہم معافیاں مانگنے سے بھی محفوظ رہ سکیں۔

Thank you very much.

جناب اسپیکر: صحیح ہے میڈم۔ ہاں قرضہ حسنہ جی بی سردار ترین صاحب۔ میڈم کی بات توجہ طلب ہے اس پر غور سے سوچیں، جی۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں آپ سے ایک عرض کروں آئندہ کیلئے، ایسے ہمارے ممبر صاحب ان بھی ہیں جو اپنی واری نکال کر پھر بھاگ جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ مردی بات ہے نا۔ بیٹھنا چاہیے، خود بھی سین۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: یہ مردی بات ہے ابھی آپ کو علم ہو چکا ہے کہ کون بیٹھتا ہے اور کون جاتا ہے۔ جو بیٹھتے ہیں انکو پہلے واری دو جو نہیں بیٹھتے انکو آخر میں، پھر وہ لوگ نہیں بھاگیں گے۔

جناب اسپیکر: سردار صاحب! اصل میں اصول، جمہوریت کی روایت یہ ہے کہ اپوزیشن کو بھی آپ موقع دیں وہ اپنا حق زیادہ جاتے ہیں کیونکہ وہ اپوزیشن میں ہیں۔ ٹریشری پیپرز کے صبر اور حوصلے کو ہم سلام کرتے ہیں کہ وہ برداشت کر رہے ہیں۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: دوسری بات یہ ہے کہ تحریک ہم لوگ لائے ہیں اور ہمیں آپ لوگوں نے بات کرنے ہی نہیں دی۔ جناب اسپیکر! کل پرسوں میرے خیال اسمبلی تھی میں نے سارا ریکارڈوزری اعلیٰ کے سپرد کیا جو بھی قرضے تھے۔

جناب اسپیکر: صحیح ہے۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: ثواب اور قلات کے قرضے جو معاف ہو چکے تھے نوٹیفیکیشن بھی ہوا تھا۔ اسمبلی ایک چیز اور ہے جناب والا! جو ساتھیوں نے بیان نہیں کی۔ وہ یہ تھا کہ وہ کل پھر جنجال کرینگے کہ بھی میں نے تین لاکھ تک کے قرضوں کے سود معاف کیے تھے اس کا نوٹیفیکیشن ہوا تھا۔ لیکن اس کے لئے کم ٹائم دیا تھا کہ اتنے عرصے میں آپ اصل رقم جمع کروادیں باقی سود جتنا بنتا ہے وہ معاف ہے۔ یہاں مسئلہ کیا تھا پچاس ہزار ایک

لاکھ اور تین لاکھ والے جیسے ابھی بھائیوں نے کہا وہ بہت کم لوگ تھے پانچ لاکھ والے زیادہ تھے۔ پانچ لاکھ والوں کے لئے تو مشرف نے اعلان کیا تھا۔ چھارب روپے بقایا جات ہیں ان میں تقریباً تین ارب سو دے کے ہیں، ان تین ارب میں بھی بہت سی چیزوں کیا تھا۔ چھارب روپے بقایا جات ہیں جن کو معاف کیا تھا انہوں نے بھی جمع کیا تھا۔ لوگوں کو پکڑ کر زبردستی ان سے وصول کیا گیا تھا وہ لوگ کم ہیں۔ میراصل مقصد یہ ہے کہ زمیندار، جیسے ابھی لوگ کہہ رہے ہیں کہ زمینداروں کے پیچھے بینک والے بھاگ رہے ہیں۔ بھی! زمینداروں کے پیچھے واپڈا والے بھی بھاگ رہے ہیں اسکو پکڑ رہے ہیں۔ دُکاندار بھی انکے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ ہمارے اتنے پیسے دیدو۔ کھاد اور دوائی والے بھی ہیں یعنی زمیندار کس کس سے جان چھڑائیں؟

جناب اسپیکر: عشر کے لئے پواری بھی پیچھے ہیں۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین: سب زمیندار کے پیچھے لگے ہوئے ہیں جناب والا! بات قرضہ کی نہیں، قرضہ انہوں نے خوشی سے لیا ہے۔ بات یہ ہے کہ کاروبار ٹھپ ہو گیا ختم ہو گیا جو بھی ممبر یہاں کہہ رہا ہے کہ زمیندار بتاہ ہو چکے ہیں یہ حقیقت ہے ہم جھوٹ نہیں بولتے۔ اسکے علاوہ کچھ ہماری مالداری تھی وہ بھی خشک سالی کی وجہ سے ختم ہو گئی ہے جیسے بھائیوں نے کہا آپ ریکارڈ منگوائیں سات آٹھ سال سے ہمارے صوبے میں خشک سالی چل رہی ہے اور لوگ بتاہ و بر باد ہو گئے ہیں۔ آپ یقین جانیں جس کا پہلے ایک ٹیوب ویل تھا ابھی اسکے تین ٹیوب ویل خشک ہو چکے ہیں اور چوتھا گارہ ہاہے۔ آپ خود اندازہ لگا کیں ایک ٹیوب ویل پر کتنا خرچ آتا ہے اور واپڈا سے بھل کی منظوری بھی لینی پڑتی ہے۔ اور دوسرا ہمارے زمینداروں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے، بار بار ہم اسے بھل کی منظوری بھی لینی پڑتی ہے۔ اور دوسرا ہمارے زمینداروں کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے، بار بار دوران بہت سے نکتے عوام کے مسائل کے حوالے سے اٹھائے گئے جن میں سب سے پہلے امن و امان کا مسئلہ ہے ہماری بھل کا مسئلہ ہے زمینداروں کا مسئلہ ہے ابھی ان پر کام کرنا باتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے ہمارے پشتوں belt میں بہت زیادہ ٹزالہ باری ہوتی ہے ہر سال زمینداروں کو نقصانات اٹھانا پڑتے ہیں آپ یقین جانیں سب اور انگور کا نام و نشان تک نہیں رہتا۔ اور بھل نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے جزیرہ رکھے ہیں میں ثبوت پیش کر سکتا ہوں کہ اس سال کی پچھلے پانچ چھ سال کی رسیدیں اگر آپ مانگیں گے تو ہم پہپ والے سے ڈیزیل کی رسیدیں لا کر اس اسے بھل کی منیتے ہیں اسے باغات صرف ڈیزیل پر ہیں۔ ہر زمیندار ہر سال ڈیزیل اور دوائیوں کی مد میں قرضدار ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے جزیرہ رکھے ہوئے ہیں میں نے رکھا ہے تین سورو پے فی

گھنٹے کا خرچ ہیں۔ تیسرا ظلم جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے ہم اسمبلی میں قرارداد لائے ہیں جو میں کہہ رہا ہوں کہ اس وقت بتیں نہیں ہمیں کام کرنا چاہیے۔ ایران اور دوسرے ممالک، ہمارے زمیندار باہر سے مارے جاتے ہیں۔ ہم لوگوں نے یہاں کہہ دیا کہ اس پر ٹیکس لگایا جائے۔ ایران، چائنہ اور کہاں کہاں سے انگور، سیب، انار سب کچھ انکا آ رہا ہے۔ آپ یقین جانیں اسلام آباد، لاہور جہاں بھی کوٹھی والے ہیں ان سے پوچھیں تمام زمینداروں اپنامال نیلام کر کے قرضدار ہو کرو اپس آتے ہیں۔ جناب والا! ہمارا گلہ ہے میں صاف کہتا ہوں کہ نواز شریف کو ہمارے صوبے کو ترجیح دینا ہو گی ورنہ یہاں سے اور آوازیں اُٹھیں گی پھر آپ نواز شریف خود ہیں گے۔ بات یہ ہے کہ ہماری آبادی ساٹھ لاکھ ہے، 80 لاکھ ہے چلو ایک کروڑ تھجھ۔ اگر ایک کروڑ عوام کے یہ چھوٹے چھوٹے مسائل حل نہیں ہوتے، بجلی، گیس اور پانی کے، ہمارا سب کچھ جن سے ہم اپنے بچوں کے لئے روزی روٹی کماتے تھے اور انکو تعلیم دلاتے تھے برباد ہو گیا ہے ہم لوگ جائیں کہاں میرا مقصد یہ ہے کہ زمیندار ہر طرف سے مارا جاتا ہے، دشمنگردی کے لپیٹ میں ہیں ایران اور دوسرے ملکوں سے چیزیں آ رہی ہیں انکو ترجیح دی جا رہی ہے اور ہمارے صوبے کے سب، انکو اور جو بھی فصل ہے ان کیلئے باہر مار کیوں کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ ہم گلہ کرتے ہیں کہ مالٹے اور کیلے کیلئے مار کیٹ ڈھونڈتی جا رہی ہے۔ کیا ہمارے زمیندار نہیں ہیں ہمارے یہاں لوگ نہیں ہیں ہمارے لئے کچھ نہیں ہے جب ہماری پیاز کا سیزن ہوتا ہے تو اندھیا، ایران پتا نہیں کہاں کہاں سے مال آنا شروع ہو جاتا ہے ان پر ٹیکس لگایا جائے ہم لوگوں نے بار بار کہا ہے کہ اس کا واحد حل یہ ہے، ٹھیک ہے انکو ہم ناراض نہیں کریں گے کہ آپکامال نہیں لیں گے لیکن یہ تو ہمارا حق ہے کہ ہم ان پر ٹیکس لگائیں یہ ہمارے ملک اور ہمارے صوبے کے مفاد میں ہے جو باہر کے ممالک لیتے ہیں اگر ہم لیں تو کونسا آسمان گرے گا۔ بات یہ ہے جناب والا! کراچی، لاہور جنکی آبادی کروڑوں میں ہے ان کے مسائل حل ہو رہے ہیں ہماری ستراتی لاکھ آبادی کے لئے کچھ نہیں ہے بڑے افسوس کی بات ہے اسکا حل میں ڈھونڈتا ہوں۔ جناب والا! ابھی میں تجویز دیتا ہوں۔ پچھلے ادوار میں میرے خیال آپ وزیر اعلیٰ تھے ہم لوگ ممبر تھے یہی بجلی کا مسئلہ تھا ہم لوگوں نے وفد تیار کیا نواز شریف سے ملنے کے لئے جس میں ہمارے اسمبلی ممبران اور زمیندار بھی تھے۔ جیسے ابھی میں نے کہا کہ اب باقتوں کا وقت نہیں کام کا وقت ہے۔ ہمیں ایک وفد بنانا چاہیے جسمیں وزیر اعلیٰ، اپوزیشن والے، حکومتی پیغمبر اور زمیندار بھی ہوں جا کر کے اسلام آباد میں بیٹھیں کہ جناب والا ہمارے بہت سے مسائل ہیں بجلی کا زمیندار کا گیس کا چھوٹے ڈیموں کا پانی اور نہروں کا مسئلہ ہے۔ ہمیں نواز شریف سے نام لینا پڑیا گا چاہے دو گھنٹے دیں یا تین گھنٹے، اس

سے پہلے بیٹھ کر ہمیں یہاں اچھی تجویز دینا پڑیں گے زمینداروں کو بھی بلا ناپڑیکا ان سے بھی تجویز دینا ہو گی۔ سارے مل بیٹھ کر کے یہ چیزیں مرکز کے، نواز شریف کے سامنے رکھ دیں کہ بھئی یہ ہمارے مسائل ہیں ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ یہ سارے ایک سال میں حل کر دو، ایک سال میں کر دیں دوسال میں کر دیں۔ ہم جب اکھٹے اسلام آباد جائیں گے جیسے ہم آپ گئے تھے نواز شریف بچارے نے یہ نہیں کہا کہ ہم نہیں کریں گے انہوں نے کر دیا اور ابھی تک اُسی فیصلے سے زمینداروں کو کچھ سہارا ملا ہوا ہے ورنہ میسٹر پرتو کوئی پورا نہیں سلتا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ ابھی ان باتوں کو چھوڑ دیں۔ دیکھیں سارے اٹھ کے چلے گئے بس فواؤسٹشن ہو گیا ہمارا کام ہو گیا بھی خدا کو مانو! اس طرح نہیں کرو یہ اسمبلی ہے آپ نمائندے ہیں آپ اچھی تجویز لائیں اور اس پر ابھی کام کرنا ہے۔ سارا دن ہم ایک دوسرے کے پیچھے شروع ہیں چھوڑ دیک اچھا سا وفر بنا لیں اور وہ اسلام آباد جا کر کے اسکا حل نکالیں thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ جی عبید اللہ بابت صاحب۔

جناب عبید اللہ بابت: جناب اسپیکر صاحب! آپ کاشکریہ۔ جناب ازرعی بینک کے قرضوں میں تو ہمارے پورے صوبے کے زمیندار اس وقت بڑی طرح پھنسنے ہوئے ہیں۔ اور خاص کر کچھ اضلاع جن میں تو یہ حالت ہے جو بینکنگ کورٹ وہ ایسے ہیں جیسے مارش لاء کورٹ بالکل یہی انکا طریقہ کارہے اور وہاں زمینداروں کو بُلا کر ان کی بے عزتی کرتے ہیں۔ ججوں کی حالت تو آپ کو معلوم ہے جو بنیادی چیز ہے وہ نہیں کرتے ہیں جو غریب عوام ہیں کورٹ صرف انکے لیے ہے انکو بُلاتے ہیں۔ ان کو کوئی آنے جانے اور یہاں رہائش کرنے کے اخراجات زیادہ ہیں انکی برداشت سے باہر ہیں۔ پورے صوبے میں کسی نے 3 لاکھ لیے کسی نے 5 لاکھ۔ ڈوب اور فلات کے معاف ہوئے یہ بھی ایک اچھا کام ہوا ہے اسی طرح جو دوسرے صوبوں میں حالات ہیں۔ ہم تو اپنے ملک کو، ٹیلیویژن پر غرروں سے کہ جاگ اٹھا ہے سارا پاکستان۔ ہم اس کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں کہ ہمارا ملک واقعتاً ادھر کسی سے پوچھو، خاص کر عبدالکریم نوشیر وانی اس وقت وہ نہیں ہیں اگر ہوتا تو اسکو میں یاددا تا کہ اس ملک میں ہماری کیا حالت ہے؟ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں میں ڈنمک گیا وہاں جیلوں میں جو قیدی تھے دن کو ان کو چھوڑ دیتے تھے کہ آپ جائیں اپاروزگار کریں اور شام کو واپس آ جائیں۔ یہاں ہم ڈیموکریسی جمہوریت کی بات بھی کرتے ہیں اداروں کی بات بھی کرتے ہیں۔ مطلب اخبارات آپ بھی پڑھتے ہیں، ٹیلیویژن بھی دیکھتے ہیں۔ آج کل یہ مشہور کسی میں ہیں اس پر کوئی ناراض نہ ہو کسی پارٹی کا لیڈر یہ بڑے

بڑے لیدر ان انہوں نے جتنے پیسے معاف کرائے ہیں اور یہاں غریب زمینداروں کی یہ حالت ہے انکو بینانگ کورٹ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ہم اسے ایریان اور بھارت کے ساتھ compare کرتے ہیں۔ بھارت میں ابھی بھی ایگر یکچھ purpose کے لیے بھلی مفت ہے اور یہ بھی آپکی معلومات کے لیے کہ انڈیا کی فی ایکڑ پیڈاوار ہم سے تین گنازیادہ یعنی انڈیا میں ایک ایکٹر پر پیڈاوار ہمارے پنجاب سے، ہمارے بلوجستان کا تو دسوال حصہ بھی نہیں ہے۔ آج کل آپکو معلوم ہے یہ بڑا تماشا بنا ہوا ہے کہ یوریا کھاد بند ہے۔ شاید آپکو بھی معلوم ہے آپ بھی زمیندار ہیں۔ یہ بھی دھنگردی میں، پتا نہیں یہ لوگ کیسے کرتے ہیں، ہم لوگوں کو تو طریقے بھی نہیں آتے کھاد فصلوں کے لیے کتنی ضروری ہے آپ خود زمیندار ہیں۔ اور یہاں حالت یہ ہے خشک سالی کی بات سب نے کی۔ جیسے سردار صاحب نے کہا کہ صرف فوٹوسیشن کے لیے جب یہ drought تھا تو ایک مشہور واقعہ ہے قلعہ سیف اللہ کا۔ ہم لوگ تو جاتے ہیں وہ دودو تھیلیاں لوگوں میں با نتھ تھے۔ دو تھیلیاں لے کر پھر فوٹو، ہم لوگوں کی بڑی تصویریں کھینچے۔ جب قلعہ سیف اللہ میں خشک سالی ہوئی، صبام قلعہ سیف اللہ کے کتاو کا ایک علاقہ ہے خشک سالی کے دوران وہاں ایک بڑا آدمی آیا وہاں غریب لوگ تھے اُن میں تھیلیاں بانٹ رہے تھے۔ اب تھیلی سے کیا ہو گا 18 کلوکی تھی۔ جیسے لوگ بولتے ہیں کہ ہمارے اعمال خراب ہیں۔ ڈنمارک والوں کے اعمال کی کیوں خراب ہیں سری لنکا والوں کے اعمال کیوں ان سے اچھے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ خشک سالی ہمارے اعمال کی وجہ سے ہے نہیں، یہاں جنگلات بے در لغ کاٹے گئے یہاں پانی بالکل نایاب ہو گیا ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اعمال خراب نہیں ہیں۔ یہاں ہم پانچ وقت نماز پڑھتے ہیں سعودی عرب میں بھی لوگ اتنی پابندی سے نماز نہیں پڑھتے حتی یہاں پڑھتے ہیں نہ دینی میں لوگ اتنی پابندی سے پڑھتے ہیں۔ ابھی جو لوگوں کو بینانگ کورٹوں کے سامنے کھڑا کر رہے ہیں ہماری جو بے عزتیاں ہو رہی ہیں۔ ہمارے لوگوں کی جو حالت ہے اپنے صاحب! اتنی غربت ہے جنہوں نے بینکوں سے قرضہ لیا ہوا ہے اُنکے سارے درخت سوکھ گئے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر حامد خان نے کہا کہ ایک زمیندار نے اپنے سوکھے درخت 80 لاکھ روپے میں بیٹھ دیے۔ اور جو غریب زمیندار ہیں اُنکا تو سب کچھ چلا گیا وہ بینک کو پیسے کہاں سے دیں گے؟ اُنکی دوسرا تجارت اور کاروبار نہیں ہے اُنکی صرف اور صرف زمینداری تھی جو ختم ہو گئی۔ تو جناب! آپ یہ تمام چیزیں مانیں۔ ہم مرکز سے یہ کہتے ہیں کہ ہاں! ابھی پنجاب میں نہری نظام ہے اور نہری نظام میں آپکو خود معلوم ہے کہ کتنا مالیہ سندھ اور پنجاب کو ملتا ہے۔ اواباڑو کا علاقہ جو رجمیں یار خان کے درمیان۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: گھوٹکی، پنوعاقل جی۔

جناب عبید اللہ جان بابت: جناب! اتنے ٹیوب لگے ہوئے ہیں کہ زمینداروں کو پانی نکال کر مفت دیتے ہیں۔ اور یہاں ہمارے زمینداروں کو جیلوں میں ڈالتے ہیں ایک معیار یہ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ لوگ غدار ہیں ملک کے خلاف بولتے ہیں۔ کوئی بھی نہیں کرتا ہم یہ کہتے ہیں صاحب یہ تین پانچ لاکھ قرضے والا مسئلہ، آپ ہمارے اسپیکر ہیں ہم سے اچھی طرح جانتے ہیں۔ مجھے آپ سے یہی امید ہے کہ آپ اس بارے میں کوئی روشنگ دیں کہ بیننگ کو رٹ والے جو روزانہ انکو بُلاتے ہیں انکو کوئی ریلیف ملتا چاہیے۔ پویس اور بینک والے انکے پیچھے ہیں۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ اس نام کو اس نام پر change کریں۔ آپ پاس بک لائیں ہمارے تو سادھے لوگ ہیں بس وہ پاس بک ہم لوگوں سے لے لیتے ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہیں بچارے ان کو معلوم نہیں ایک لاکھ لیا ہے دو لاکھ لئے ہیں۔ یہ بھی بہت حرام خور ہیں خدا کی قسم انکی کوٹھیاں اگر آپ دیکھیں یہاں کوئی scrutiny نہیں ہے بس بابت نے بنگلہ بنالیا جمالی صاحب نے بنالیا بھائی آپ نے کہاں سے بنایا آپ ہمارے خون سے بنگلے بنائے ہیں۔ خدا کی قسم یہاں اگر انکو اتری ہو جائے ان بینک افسروں نے جن غریب لوگوں کے پیسے کھائے ہیں وہ رشوت اگر ہمیں واپس مل جائیں تو ہمارے قرضے ختم ہو جائیں گے۔ بس ایسے کہتے ہیں ہم ”واتٹ کار“ ہیں کیا واتٹ کار ہیں؟ آپ کام نہیں کرتے ہیں۔ جو پتھر گوٹھے ہیں جو روڑوں پر کام کرتے جو مزدوری کرتے آپ کو غریبوں کا کیا احساس ہے۔ تو صاحب! خدارا! یہ بہت بڑا مسئلہ ہے پورے صوبے کے عوام کا۔ ابھی کھوسہ صاحب کہہ رہے تھے ان بچاروں کا بھی بڑا مسئلہ ہے اور ہم لوگ تو بالکل ڈوبے ہوئے ہیں ہمارا ضلع تو بالکل ڈوبا ہوا ہے ان ڈوبے ہوئے لوگوں کو بچاؤ۔ خدارا! اسپیکر صاحب! وزراء صاحبان بھی بیٹھے ہیں آپ کی حکومت ہے اور ہم بھی تو حکومت میں ہیں اگر روز یہ نہیں ہیں آپ کے ساتھ تو ہیں۔ جب آپ کے ساتھ ہیں تو آپ کو ہمارے ساتھ دینا ہے ہم لوگ بڑی تکلیف میں ہیں۔ نواب صاحب سے اور زیرتوال صاحب سے اور جناب اسپیکر سے کہ ہمیں فی الحال ریلیف دو۔ سردار غلام مصطفیٰ والا مسئلہ بہت بڑا ہے۔ پہلے ہم لوگوں کو شارت کٹ راستے سے ریلیف دیں۔ مطلب بیننگ کو روٹس میں جو کیسز ہیں وہ اگر ختم نہیں کر سکتے فی الحال ان کو بند کر دیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر: thank you جی۔ میرے خیال میں نواب شاہو ای! یا زیرتوال صاحب! آپ حکومتی پنجز کی طرف سے، وزراء کی طرف سے۔ میرے خیال میں تسلسل کوئی توڑا کریں۔ اللہ خیر کرے، طاہر القادری

کی طرح، ایسے دھرنے کی عادت ڈال دی ہے سارے پاکستان میں۔ اس کو مردم روانج کر دیا ہے۔ طاہر القادری نے ڈembہر کے مینے میں عورتیں اور پچھے اسلام آباد constitutional avenue میں۔ جی وہ کرتے ہیں۔ ابھی نواب صاحب! آپ اپنی رائے دیں پھر زیارت وال صاحب راستہ نکالیں کہ کیسے کریں گے ہمارے لوگوں کی جو عزت نفس مجرموں ہو رہی ہے سفید پوش تھے عزت کے ساتھ رہ رہے تھے۔ جو انتظامیہ ہے وہ حکومت کے ہاتھ میں ہے۔ calamity hit declare کریں۔ وہاں یہ recoveries بند ہو جاتی ہیں اس طرح کوئی راستہ نکالنا ہے کہ ہمارے زمیندار اور بلوجستان واحص صوبہ ہے کہ سب سے زیادہ زمیندار اور مالدار لوگ ادھر ہیں۔ دوسرے صوبوں میں اگر 65% ہوگا تو ہمارے ہاں 85% ہے۔ بابت صاحب! پھر کہ دھر چلے گئے۔ جی نواب شاہو اُنی صاحب۔

نواب محمد خان شاہو اُنی (صوبائی وزیر) : شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ جو تحریک التوا پیش کی گئی ہے اور ایک اہم مسئلے پر توجہ مبذول کرائی گئی ہے اور تمام دوستوں کی باتوں سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یہ پورے بلوجستان کے عوام کا اور زمینداروں اور کاشتکاروں کا مسئلہ ہے۔ اور ہر حلقة کا ایم پی اے صاحب اپنے لوگوں کے مسئلوں اور تکلیفوں بالخصوص قرضہ جات، زرعی قرضہ جات کے حوالے سے واقف ہیں۔ ہم سردمی میں اکثر سبی جاتے ہیں تو وہاں ہمارا ایک جانے والا تھا کچھ دنوں سے وہ انفرنجیں آ رہ تھیں اسکے گھر گیا وہ بیچارہ پہلے دروازے سے دیکھا پھر نکلا۔ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ تو وہ کہنے لگا ”نواب صاحب! اندر آئیں“ وہ مجھے گھر لے گیا پھر کہا ”میں نے مشکل سے اڑھائی لاکھ قرضہ لیا تھا ابھی مسئلہ یہ ہے کہ میں پولیس والوں سے چھپ چھپ کر پھرتا ہوں۔ تو یہ زرعی قرضہ ایک دلدل ہے اسکو لینے والا دھنستا چلا جاتا ہے۔ اس نے کہا ”نواب صاحب! بھائیوں نے گندم کی بوریاں تقسیم کی ہیں یہ چار بوری میرے حصے میں آئی ہیں ابھی میں ان چار بوریوں کو اپنے بچوں کے لئے رکھوں یا انکو پیچ کر اپنی باقی ضروریات پوری کروں آخر میں کیا کروں۔ تو اس طرح کے سینکڑوں واقعات، سینکڑوں مسئلے لوگوں کے ہیں چونکہ دوستوں نے اس پر بہترین تجویز دیں ہر موضوع پر بالخصوص لیاقت آغا کی، ہم اسکی بالکل حمایت کرتے ہیں اس پر ہم متفق ہیں۔ پچھلے اجلاس میں بھی ان گرفتاریوں کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب کے نوٹس میں لائے تھے۔ لیکن ڈاکٹر صاحب بھی انہی مسئللوں ضروری معاملات کبھی زلزلہ اور کبھی دیگر مسئللوں کی وجہ سے بار بار اسلام آباد جا رہے ہیں۔ میں ایک چھوٹا سا واقعہ سناؤں، دوآدمی لکھتی لٹڑ رہے تھے ایک نے دوسرے کو اٹھا کر گھما یا تو جو اور پر تھا اسکے حامی بول رہے تھے ”کہ اسکواڑنگی لگا و اسکواڑنگی رکھا“ تو اس نے کہا کہ ”

میرے پیر زمین پر لگیں کہ میں اسکواڑگی لگاؤ میں تو ہو ایں گھوم رہا ہوں،۔ ابھی ڈاکٹر صاحب کو یہ حالات چھوڑیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کے دل میں جو درد ہے تمام بلوچ قوم اور دیگر اقوام کیلئے، جو یہاں عوام مسائل سے دوچار ہیں وہ ہم بھی جانتے ہیں آپ بھی جانتے ہیں۔ اور میاں صاحب کی بلوچستان کے عوام، پاکستان کے عوام اور تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے اور بتاہ حال لوگوں کے بارے میں جو کاشیں ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ان سے امید یہ وابستہ ہیں۔ ذرا جمہوری معاملے complete ہو جائیں۔ تو امید یہی ہے ہمارے جتنے ساتھیوں نے اس مسئلے پر بات کی انہوں نے ڈرد سے بات کی۔ شروع میں ہماری feelings بھی تھیں، ساتھیوں نے تمام موضوع پر باتیں کر لی ہیں وہ تمام الفاظ ادا ہو گئے جو ہمارے ذہن میں تھے۔ تو مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ ساتھیوں کی باتوں سے کہ اس دفعہ اسمبلی میں وہ لوگ آئے ہیں جو واقعی اپنے لوگوں سے اپنے عوام سے محبت رکھتے ہیں۔ انکا ڈر سمجھنے کی اُن میں احساس ہے۔ (اس موقع پر ارکین اسمبلی نے ڈیسک بجائے) پچھلے ادوار میں رونے والوں کے لیے ٹشوپیپر بھیجے جاتے تھے بھوکے اور بیر و زگاروں کو کیک کھانے کا مشورہ دیتے تھے۔ لیکن اس دفعہ جواب و لہجہ میں دیکھتا ہوں کہ سچائی ہے اپنے عوام کیلئے محبت ہے۔ ذرا وقت لگے گا امید ہے کہ اس دفعہ انشاء اللہ بلوچستان کے عوام کے جو حقوق ہیں، انکی جو ضروریات ہیں جو سہولیات ہیں انکے یہ مسائل حل ہو گے۔ بہت شکر یہ۔

محترمہ محسن بانور خشناںی: عوام کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے ہمارا دل جلتا ہے۔

جناب اسپیکر: میڈم کہتی ہیں ہم بھی دل رکھتے ہیں، ہمارا بھی دل عوام کے لیے جلتا ہے سب کا کہہ رہے ہیں۔ جی زیارتوال صاحب! راستہ نکالیں۔ جیسے ہمارے قبائلی جرگے میں کہتے ہیں کہ ”راستہ نکالو عزت بچاؤ“، عزتِ نفس کا معاملہ ہے۔ سرکار میں، ٹریشوری پنچھر ہم اور آپ لوگ ہیں، کوئی ایسا راستہ نکالیں جس سے ہمارے عوام، ہم دوسرا لفظوں میں نہیں کہتے، بلکہ خوار ہو جاتے ہیں اس بات کو سوچیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): شکر یہ جناب اسپیکر! یہ تحریک التواہمارے دوست لے آئے ہیں میں یہاں سے شروع کروں گا۔ اگر آپ دوستوں کو یاد پڑتا ہو 1999ء میں اقتدار پر جو قبضہ ہوا۔ میرے خیال اُس دن سے ہمارے صوبے پر آفات اور مصیبتوں آنا شروع ہوئیں شاید کہیں اور نہیں تھیں۔ اُس پر جناب اسپیکر! دوستوں نے بھی کہا مختصرًا میں خشک سالی کے حوالے سے جو دس سال کے عرصے پر محیط تھی۔ اور اُس نے ہمارے زمینداروں، مالداروں اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والوں کو، کیونکہ economics یا اسی چیز ہے جو

ایک دوسرے سے relate ہوا کرتی ہے، سب کو تباہ و بر باد کر دیا اور اوپر سے پھر زلزلہ بھی آیا، زیارت کا زلزلہ۔ اسمیں ہمارے کچھ اصلاح پوری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ اب جب بارشیں شروع ہوئیں، ٹالہ باری اور پھر اسکے بعد 2010ء میں پھر ہمارے کچھ اصلاح جہاں تھوڑا بہت ایریا، indus command areas علاقے ہیں، وہاں کچھ راستت ہی۔ وہاں جب سیلا ب آ گیا ایک معنی میں اُس سیلا ب میں ہم پھنس گئے اس کے بعد 2013ء میں زلزلہ آیا۔ تو ہمارا یہ عرصہ مسلسل آفون اور مصیبتوں میں گزرا۔ اور اُس نے ہمارے زمینداروں، مالداروں اور صوبے میں رہنے والے تمام لوگوں کو بے حال کر دیا ہے اور ساتھ ساتھ دہشتگردی۔ دہشتگردی تو پھر ہماری اپنی پیدا کردہ ہے۔ یہ قدرتی آفات جو ہمارے اوپر آئیں اور انکی وجہ سے ہم مشکلات میں پڑ گئے۔ اب بات یہ ہے کہ زرعی بینک اور اُسکے جو قرضہ جات ہیں ہمارے زمینداروں نے پتا نہیں کتنے قرضے لیے ہیں۔ اب اُن قرضوں کو رشوت کے طور پر reschedule جس طریقے سے کراتے رہے کسی کو پتا بھی نہیں تھا کہ چیزیں کہاں ہیں فلاں اس کہاں ہے؟ اور ہمارے بینکوں میں جو لوگ تھے، لوکل لوگ تھے یہاں کے رہنے والے تھے ان ظالموں نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا رشوت کیلئے اپنی حیبوں کو بھرنے کیلئے وہ بھی ہم سب کے سامنے ہیں۔ تو جناب اپنے! اس صورتحال میں جو کچھ ہوا اُسیں ان تمام آفات کے ہوتے ہوئے یہاں تک آ گیا تھا کہ اب قرضے معاف ہونے چاہیں۔ ایک دو دفعہ یہ احکامات بھی سامنے آئے پھر ان پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ گورنمنٹ کی جانب سے ایک خاص حد تک انکو معاف بھی کر دیا تھا۔ اب دوست جو کہہ رہے ہیں اور واقعیتاً ایسا ہی ہے مثال کے طور پر انڈیا، ایران اور چاندیا یہم سے بعد میں آزاد ہو گئے لیکن انہوں نے اپنے عوام کو جس مقام پر پہنچا دیئے ہم ابھی تک کچھ نہیں کر سکے ہیں۔ ہم جس چیز میں لگے ہوئے تھے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ٹیلیویژن پر پیاس چل رہی ہیں کہ پانچ خطرناک ملکوں میں پاکستان بھی شامل ہے۔ اب تو ہم یہاں تک آ گئے ہیں جناب اپنے! پھر ہمارے ساتھ امتیازی سلوک خاص کر صوبے کے ساتھ اُس پر جب آپ جائیں گے آپ کی جو بھی پیداوار ہیں اُنکے لئے دنیا میں کوئی منڈی نہیں ہے ہم دوسروں کے رحم و کرم پر ہیں۔ ایران پر جو بین الاقوامی پابندیاں ہیں اُنکے باوجود اس کو سب کچھ پہنچ رہا ہے۔ اور ہماری سبزیات، انگور، سیب، ہم بھی بد بخت لوگ ہیں کہ ہمارا واسطہ سیب سے پڑا۔ دنیا میں جتنے بھی پھل پیدا ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ پانی سیب کو چاہیئے ہوتا ہے تو ہم پانی زمین سے نکال کر سیب پر لگا رہے تھے۔ اور سیب نے جو کچھ دیا وہ بھی ہم سب کے سامنے ہے۔ تو جناب اپنے! یہ چیزیں اس طریقے سے تھیں اسیں کوئی دورانے

نہیں ہیں۔ اب بات یہ ہے جناب اپسیکر! جہاں تک دوستوں کی رائے ہے اُسکے مطابق ایک بات یہ ہے کہ یہاں جتنے لوگ آئے ہیں زرعی بینکوں میں ہمارے جتنے لوگ رہے ہیں صوبائی حکومت اُنکے خلاف تحقیقات کرے اور معلومات ہوں کہ کون کتنا چوری کر چکا ہے اور کتنی جائیدادیں بنانچکا ہے۔ بینک میں آنے سے پہلے اُسکے پاس کیا تھا اور اب وہ کس مقام پر ہے؟ ہماری ساری کہانی انہوں نے خراب کر دی۔ جناب اپسیکر! دوسری بات جو ہمارے قرضہ جات ہیں ان کیلئے دوستوں کی جو آراء ہیں اُنکے مطابق جناب اپسیکر! ہم قرضوں کیلئے یہاں ایک کمیٹی بنا تے ہیں اور وہ اسلام آباد جا کر ہمارے ایم این ایز اور سینیٹر ز سے مل بیٹھ کے پھر پرائم منسٹر سے ٹائم لے کے ان چیزوں کے حوالے سے اُن سے بات کریں کہ بابا! ہمارا ایک غریب صوبہ ہے جو ہم نے قرضہ لیا ہے ان میں سرمایہ داروں کے خصوصاً پارٹی راہنمای ڈر رصاحب نے اپنے قرضے معاف کروائچکے ہیں، جو ہم نے لیا ہے پورے صوبے کیلئے اتنا انہوں نے ایک ایک آدمی کے معاف کیے ہیں۔ اب ہمارے پاس وہ معلومات نہیں ہیں اور اسکے علاوہ ہماری جو حالت ہماری جو حیثیت ہے جناب اپسیکر! میں آپکے سامنے یہ بات رکھ رہا ہوں کہ اب مجبوری کی حالت میں یہ جیل جا رہے ہیں تو جناب اپسیکر! یہ کسی بھی حالت میں قابل برداشت نہیں ہے۔ لیکن زرعی قرضے، زرعی بینک کے قرضوں کے حوالے سے جب وہ جیل جا رہے ہیں تو اس سے نازک مسئلہ شاید کوئی اور نہیں ہے۔ تو جناب! میں آپکے توسط سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے ایوان کا یہ اختیار ہے کہ یہ کر سکتا ہے میرا یہ اعلان ہے کہ گورنمنٹ کے طور پر آپکی support اس ایوان کی حاصل ہو دوہینوں کیلئے تمام notices جو کورٹ کیلئے فلانے کیلئے انہوں نے نکالے ہیں یہ stop کیلئے جائیں۔ مرکز کو بھی ہم یہ لکھیں گے اور صوبائی حکومت بھی یہی چیز لکھ کر کے آپکے توسط سے اور آپ بھی اپنی طرف سے انکو لکھیں کہ دوہینوں کیلئے stop کیا جائے۔ اور یہاں سے آپ ایک کمیٹی بنائیں اس میں زمیندار بھی ہوں اسلام آباد جا کے ان سے بات کریں۔ اور وہاں سے جو کچھ طے ہو گا اُسکے بل ہوتے پر ہم یہاں آکے اُسکو follow کرتے ہوئے اُسکو پورا کریں گے۔ اسکے علاوہ جناب اپسیکر! آج کی جو تحریک التواہے، تمام دوست اس پر متفق ہیں کہ اس کو قرارداد کی صورت میں پیش کریں گے۔ کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ زرعی بینک کے قرضہ جات کے حوالے سے صوبہ کے ساتھ، اُسکو change کر کے یہ قرارداد کی شکل میں وہاں چلی جائے۔ تو میں تجویز یہ پیش کرتا ہوں کہ اس تحریک التوا کو جو موزوں، مناسب اور اسکو سب کی support حاصل ہے کہ اسکو قرارداد کی شکل دیکر اسلام آباد بھیں گے۔ اور زرعی بینک کے قرضوں کے حوالے سے اُن سے انجما

کریں گے کہ ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں اس سلسلے میں ہمارے زمینداروں کے قرضے معاف کیئے جائیں۔ لیاقت آغا اور کچھ اور دوستوں نے بعض اہم نکات اور اہم معلومات فراہم کیں قرارداد میں شاید یہ چیزیں نہیں ہیں یہ بھی اس میں include کر کے اس بنیاد پر یہ مرکز کے سامنے رکھیں گے اور ان سے مطالuba کریں گے کہ ہماری یہ چیزیں اس طریقے سے آپ حل کروائیں یہ میری گزارشات تھیں۔

جناب اسپیکر: میں آپکو ایک اور راستہ بھی بتاتا ہوں کہ اس قرارداد میں صرف زرعی بینک کا نام نہ ہو، اس میں نیشنل بینک کا نام بھی ہوا سے بھی زرعی قرضے لیئے گئے ہیں۔ بلوچستان اسمبلی کے حوالے سے ایک مفصل ایجنسڈ ابنا دیں۔ ایک ہے حکومت بلوچستان، ایک ہے بلوچستان اسمبلی، جسمیں ساری پارٹیوں کے نمائندے آپ ڈالیں۔ اور اسکیں زرعی قرضے، بھلی کے واجبات، گیس کا ترقی نہیں کرنا اور ہمارے ساتھ نیشنل ہائی ویزا والوں کا جو روؤی ہے، پورا ایجنسڈ آپ تیاری کریں priority-wise پھر اسکیں یہ بھی کہ جتنی بھلی کار پوری شہر ہیں، ان میں بلوچستان کی نمائندگی کدھر ہیں؟ ہمارے لوگ ہی نہیں ہیں؟ یہاں تک کہ آپ سفارتکاری تک آ جائیں۔ ایک مفصل ایجنسڈ ابنا دیں۔ لیکن اس میں ایک، ایک، دو، دو کو tackle کرتے جائیں۔ اس وقت جو tackle کریں ہے اسکو immediate problem کریں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): میں آپکے پاس آ جاتا ہوں یہ تمام چیزیں ٹھیک ہیں، دوست اسکی تو منظوری دینے گے۔

جناب اسپیکر: مثال با اختیار کر رہے ہیں House کو زراعت کے حوالے سے، آغاز لیاقت کو اور حکومت کے حوالے سے آپکو۔ (ن) لیگ نیشنل پارٹی اور جے یو آئی کی بھلی نمائندگی کروالیں۔ House میں جتنی بھلی پارٹیاں ہیں ان سب کی، اس سے آپکے ہاتھ مزید مضبوط ہو جائیں گے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): Yes
جناب اسپیکر: یہ وہی ہے جس طرح کالا باعث ڈیم پر پختونخوانے stand لیا تھا۔

جناب عبید اللہ جان بابت: یہ مسئلہ تو زراعت، زرعی بینک کے حوالے سے ہے، ہم لوگ بڑی مشکل میں ہیں، کار پوریشوں کا تو ہم لوگوں نے پہلے ہی کہا ہے۔

جناب اسپیکر: جی میں نے نہیں اسکو دھسون میں یہ تقسیم کر رہے ہیں نا۔ یہ تو ہو گیا زیارتوال صاحب!

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جی جی۔

جناب اسپیکر: آپ حکومت ہیں الہکار آپ کے ماتحت ہیں عمل انہوں نے کروانا ہے۔ دو مہینے کی آپ مہلت مانگ رہے ہیں نا۔ تو دو مہینے تک آپ کے الہکار ہمارے عوام کو تنگ نہیں کریں اُنکے پیچھے نہیں لگیں۔ آپ خاموشی سے ایک team بنائیں جو بینلنگ کورٹ کے نجی صاحب سے direct بات کریں کہ جی یہ مسئلہ ہے تھوڑا آپ ہلاکا ہاتھ رکھیں اتنے میں ہم فناں منسٹری سے مسئلہ حل کراکے آتے ہیں۔ پھر اس خصوصی کام کیلئے آپ کو اسحاق ڈار کے پاس جانا ہو گا وہ ملک سے باہر ہیں تین دن کے بعد واپس آ رہے ہیں۔ عید کے دو تین دن کے بعد آپ اسلام آباد چلیں اور یہ کروا لیں۔ نہیں یہ تو it is an unanimous، ٹولی آپ کی جو dealing ہے یہ unanimous ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): یہ unanimous ہے اسیں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اب دوست یہ کہتے ہیں کہ دو مہینے کی بجائے چار مہینے ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ چار مہینوں کا کر لیں۔ کیونکہ آپ پوری کمیٹی کو اسحاق ڈار کے پاس جانا پڑیگا۔ اسحاق ڈار سے فوراً حکم نامہ زرعی بینک کو جایگا پھر زرعی بینک اپنے legal wing کے ہے کہ ہولہ ہاتھ رکھیں۔ کورٹوں میں آپ درخواست دے دیں ”کہ جی! 4 مہینوں کا ہمیں کہا گیا ہے کہ عوام کو تنگ مت کریں جب تک مسئلہ کا حل نہ ہو“، اس طرح سارا system چلے گا۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صوبائی وزیر): ٹھیک ہے۔

جناب عبداللہ جان بابت: جناب اسپیکر! ہمیں تھوڑا سمجھائیں۔

جناب اسپیکر: sir اس طرح ہو گا جس طرح زیارت وال صاحب کہہ رہے ہیں کہ 4 مہینے کی مہلت لیتے ہیں۔ کیونکہ زرعی بینک فناں منسٹری کے ماتحت ہے۔ ابھی اسحاق ڈار صاحب ملک سے باہر ہیں عید کے فوراً بعد آپ پوری کمیٹی کے ساتھ اسلام آباد چلیں۔ اور پہلے مرحلے میں اسحاق ڈار زرعی بینک کو احکامات بھیجنیں ”کہ 4 مہینے تک آپ اپنے cases pursue کریں۔ اور اپنے legal wing جو انکے وکلاء pursue کرتے ہیں۔“ کہ آپ pursue نہیں کریں جب تک ہم یہ مسئلہ حل نہیں کریں۔“ 4 مہینے میں آگے پیش رفت کرنے میں وقت میں جائیگا۔ قانونی بھی، کیونکہ بہت سے لوگوں کے warrant notices نکلے ہیں۔ اس قانونی نکتے کو بھی آپ نے cover کرنا ہے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: جناب اسپیکر! اس کے ساتھ ساتھ اس تحریک کو resolution میں

convert کرنے کیلئے آپ رائے لے لیں۔

جناب اسپیکر: وہ تو انہوں نے کہہ دیا ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): اُس پر تو کہہ دیا ہے اُسکا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب اسپیکر: یہ تو بالکل متفقہ قرارداد ہونے لگی ہے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جمالی صاحب! آپ سے گزارش ہے کہ آپ بھی اُسمیں زیادہ رہے ہیں کہ ایکزیکٹیو آرڈر سے کورٹ کو اب ہم stop کر سکتے ہیں؟

جناب اسپیکر: نہیں! کورٹ نے بہت سے لوگوں کے warrants نکالے ہوئے ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): warrants تو نکالے ہیں اب ان کا کیا کریں؟

جناب اسپیکر: وہ آپ کے through آئیں گے۔ فناں منسٹر ایگر یکلچر بینک سے کہیں گا پھر ایگر یکلچر بینک اپنے legal wing کو حکم دے گا۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): جی۔

جناب اسپیکر: آپ عدالت میں یہ درخواست دے دیں کہ بلوجستان کا مسئلہ 4 مہینوں تک pursue نہیں کیا جائے جب تک یہ معاملہ settle ہو۔ عدالت میں پھر legal wing اس کو cover کریگا۔ کیونکہ عدالتی جسٹس جوڈیشری کے طور طریقے آپکو تو پتا ہے وہ cover کریں کہ پولیس، تحصیلدار اور لیویز والے ہمارے لوگوں کے پیچھے نہیں جائیں۔ چار مہینے انکو سہولت مل جائیں اور چار مہینوں میں ہم حکمران اس مسئلہ کو حل کر کے آئیں، بشمول اپنی opposition کے، یہ آپکو پھر کرانا پڑے گا۔ کیونکہ عدالت میں بھی لوگوں کے warrants نکلے ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): وہ بتا ہے sir، مطلب آپ کی رو انگ اسکو stop کر سکتی ہے؟

جناب اسپیکر: کیونکہ انہوں نے پہلے ہی notice لیا ہوا ہے اور انکے warrants نکلے ہوئے ہیں۔

اس وقت بہت سے لوگوں کے warrants نکلے ہیں اس کیلئے ہمارے زرعی بینک کے legal wing جا کے عدالت سے request کریگا کہ 4 مہینے کیلئے ہم مہلت مانگ رہے ہیں اپنے لئے اور انکے لئے۔

جناب عبدالرحیم زیارتوال (صوبائی وزیر): ہم زرعی بینک والوں سے مل کے وہ کمیٹی بنائیں۔

جناب اسپیکر: جی ہاں! اسی لئے تو میں کہہ رہا ہوں۔ آنالیاافت کا اس میں شامل ہونا لازمی ہے کیونکہ

انہوں نے اس پر home-work کیا ہوا ہے۔ کہیں کا تو کہہ دیا ہے کہ ہر پارٹی سے آپ ایک نمائندہ لیں وزیر اعلیٰ اور آپ کابینہ کو۔ انشاء اللہ تھوڑے عرصے میں کابینہ بڑھ جائیگی پھر اس کی ذمہ داری ہے کہ اسکے پیچے پڑ جائے۔ اور اب آپ کے پاس time ہے عید کے فوراً بعد اسلام آباد جائیں۔

جناب عبدالجليل جان باہت: عید سے پہلے۔

جناب اسپیکر: عید سے پہلے تو غیر مرکاری طور پر ہولہ ہاتھ رکھیں نا۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر): لیاقت آغا نیشنل پارٹی سے رحمت صاحب اور مسلم لیگ (ن)۔

جناب اسپیکر: مولوی مالک صاحب بیٹھے ہوئے ہیں جسے یوآنی سے، یہ بھی ضرور زمیندار ہو گئے انکا بھی کوئی باغ کوئی زمینداری ہوگی۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر): جی مالک صاحب ہو گئے، اور (ن) سے کس کو لیں؟

جناب اسپیکر: (ن) سے اظہار حسین کھوسے کو لے لیں وہ بھی زمیندار ہیں۔

جناب عبدالرحیم زیارت وال (صومائی وزیر): کھوسے صاحب ہیں اور جعفر مندو خیل صاحب شاید۔

جناب اسپیکر: جی بالکل اپنی پارٹی سے وہ خود ہو گئے یا آپ کو ایک بندہ دے دینگے۔ کیونکہ آپ کو تیزی سے یہ follow کرنا ہے۔ اور عید کی چھٹیاں آرہی ہیں، تھوڑا انتظامیہ سے کہیں کہ وہ بھی ہولہ ہاتھ رکھے یہ تو زبانی کہنا ہو گا نا۔ کہ ہولہ ہاتھ رکھے آرام سے لوگوں کو عید کرنے دیں یہ اصول ہوتے ہیں۔ حکومت کو چلانے کے یہ طریقے ہوتے ہیں۔ جی بھی میں گورنر صاحب کا آرڈر پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109 (b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Muhammad Khan Achakzai, Governor Balochistan, hereby Order that on conclusion of business, the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Wednesday, the 9th October, 2013.

Sd/-

(Muhammad Khan Achakzai)

09 اکتوبر 2013ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

81

Governor Balochistan

Dated 9th October,2013

جناب اسپیکر: شکریہ۔ اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ماتوی کیا جاتا ہے۔
(اسمبلی کا اجلاس 10 بجکر 55 منٹ پر غیر معینہ مدت تک کیلئے ماتوی ہو گیا)

